اردو

نور التقوى وظلمات المعاصي

في ضوء الكتاب والسنة

تأليف فضيلة الشيخ/ د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني حفظه الله تعالى

تقویٰ کا نور
اور
گناہوں کی تاریکیاں

اردو ترجمہ بقلم:

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی مدنی

مترجم سے رابطہ کے لئے:

Mobile: +91-9773026335 • Tel.: +91-22-25355252
E-Mail: inayatullahmadani@yahoo.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، أما بعد:

فإن الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله هندي الجنسية معروف لدي منذ دهر طويل بسلامة المنهج والمعتقد، وقد كان داعية (رسمي) في مكتب الجاليات والدعوة والإرشاد بمدينة عنيزة بالمملكة العربية السعودية، ثم انتقل للدراسة في الجامعة الإسلامية كلية الحديث الشريف وتخرج بتقدير ممتاز، ولمعرفتي بسلامة منهجه أذنت له بترجمة أي كتاب من كتبي يرغب في ترجمته، وقد ترجم لي إلى الآن خمسة عشر كتابا، راجعنا منها أربعة عشر كتابا فوجدناها مترجمة ترجمة سليمة على منهج أهل السنة والجماعة.

وأوصي من يرى تزكيتي هذه أن يجعل الشيخ عنايت الله محل الثقة فإنه كذلك، سواء كان ذلك في الترجمة أو غيرها من الأعمال، لأمانته، وصدقه، وسلامة معتقده، هكذا أحسبه والله حسيبه ولا أزكي على الله أحدا. وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين.

قاله وكتبه الفقير إلى الله تعالى

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

بسم الله الرحمن الرحيم

من سعيد بن علي بن وهف القحطاني إلى الأخ الشيخ عنايت الله بن حفيظ الله سلمه الله تعالى.

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته أما بعد:

فأرجو إرسال كل كتاب تترجمونه من كتبي إلى موقع دار الإسلام بعد مراجعته، حتى ينشر في هذا الموقع المبارك، والله أسأل أن يجعل ذلك في موازين حسناتكم وجزاكم الله خيرا.

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

أخوك ومحبك في الله

د. سعيد بن علي بن وهف القحطاني

١٤٣١/٥/١١هـ

عرض مترجم

قرآن کریم اور سنت نبویہ میں بے شمار جگہوں پر تقویٰ شعاری کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام اولین وآخرین کو تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور اسے دنیا و آخرت کی سب سے عمدہ زاد راہ اور سب سے بڑی پونجی قرار دیا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ولقد وصينا الذين أوتوا الكتاب من قبلكم وإياكم أن اتقوا الله﴾(۱)۔

اور واقعی ہم نے ان لوگوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تم کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ولباس التقویٰ ذلک خیر﴾(۲)۔

اور تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔

تقویٰ دراصل جنت کی نعمتوں کے حصول اور جہنم سے نجات کے لئے اسلام، ایمان، احسان اور اعمال صالحہ کے تمام تر گوشوں کو بجالانے اور تمام صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے اجتناب کرنے کا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے تقویٰ شعاروں سے دنیا وآخرت میں بیش بہا ثمرات اور نعمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، تقویٰ شعاری دنیا وآخرت میں ہر طرح کی

---

(۱) سورۃ النساء:۱۳۱۔

(۲) سورۃ الاعراف:۲۶۔

رسوائی، گمراہی، شیطانی وساوس اور تلبیس کاریوں سے حفاظت کی ضامن ہے، نبی کریم ﷺ جو متقیوں کے امام اور اسوہ ہیں اللہ سے تقویٰ کی دعا مانگا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے تھے:

"اللهم اني أسألك الهدى والتقىٰ والعفاف والغنى"(۱)۔

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' عفت اور مالداری کا سوال کرتا ہوں۔

تقویٰ کے بالمقابل تمام گناہ اور معاصی ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور نبی کریم ﷺ نے اپنی احادیث میں گناہ ومعاصی کو حرام قرار دے کر مسلمانوں کو ان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وكره إليكم الكفر والفسوق والعصيان أولئك هم الراشدون﴾(۲)۔

اور اللہ عزوجل نے تمہارے نزدیک کفر' فسق اور نافرمانی کو ناپسند بنادیا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اجتنبوا السبع الموبقات" قالوا: يا رسول الله، وما هن؟ قال: "الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات"(۳)۔

---

(۱) صحیح مسلم، ۴/ ۲۰۸۷، حدیث (۲۷۲۱)۔

(۲) سورۃ الحجرات: ۷۔

(۳) صحیح بخاری، ۳/ ۲۵۶، حدیث (۲۷۶۶) وصحیح مسلم، ۱/ ۹۲ حدیث (۸۹)۔

سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا ہیں؟، فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک، جادو، اللہ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاکباز، بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

جس طرح تقویٰ شعاری دنیا وآخرت کی تمام خیر وبھلائی کا سبب ہے اسی طرح گناہ ومعاصی دنیا وآخرت کی تمام برائیوں کا پیش خیمہ ہیں، گناہوں کے اثرات انسان کی ذات، دل، عقل، جسم، روزی، اعمال اور اسی طرح اس کے دین نیز پورے سماج پر مرتب ہوتے ہیں، اور فرد ومعاشرہ کو ہر طرح سے کھوکھلا اور کمزور کردیتے ہیں، چنانچہ آج مسلم معاشرہ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہر طرح کی ذلت وخواری کا شکار ہے، دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان رہتے بستے ہیں غیروں کے ظلم وستم اور جابرانہ تسلط کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، اللہ نے غیروں کے دلوں سے ان کا رعب ودبدبہ سلب کرلیا ہے، ذلت وپسپائی انہیں ہر چہار جانب سے گھیرے ہوئے ہے، مال ودولت' کاروبار ومعیشت' عہدہ ومنصب' اثر ورسوخ غرض ہر طرح سے وہ غیروں کے دست نگر بنے ہوئے ہیں، مسلمان ہر جگہ اپنے ایمان، مال ودولت، روزی، اہل وعیال، رہائش وجائے سکونت' ملک ووطن' صحت وتندرستی اور دیگر تمام مسائل میں بے امنی وبے اطمینانی کا شکار ہے، اللہ کی طرف سے طاعون' ایڈز- جس کی مثال گزشتہ قوموں میں نہیں ملتی- اور ان جیسے دیگر مہلک وبائی امراض، بھکمری وخشک سالی، سیلاب' طوفان اور زلزلے، دشمنان اسلام کا ظلم واستبداد اور خانہ جنگی وغیرہ جیسی مختلف تباہیوں سے مسلمانوں کے دوچار ہونے کی خبریں آئے دن ہم اخبارات کی سرخیوں میں دیکھتے رہتے ہیں' یہ تمام آفتیں

مصیبتیں اور آزمائشیں دراصل ہمارے گناہ ومعاصی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے سرکشی کا پیش خیمہ اور ہمارے سیاہ کرتوتوں کا نتیجہ ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ﴾(۱)۔

تمہیں جو بھی مصیبتیں لاحق ہوتی ہیں درحقیقت تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں۔

ان تمام تباہیوں سے نکلنے اور نجات حاصل کرنے کی سبیل یہ ہے کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی طرف پلٹیں، اللہ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں، خلوت وجلوت میں اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، معاشرہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ عام کریں اور ہمہ وقت اللہ سے اپنی توفیق اور صوابدید کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے، ارشاد ہے:

﴿ وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى ﴾(۲)۔

اور بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں، ایمان لائیں، نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

زیر نظر کتاب میں سعودی عرب کے معروف مصنف، داعی اور عالم دین شیخ سعید بن علی القحطانی حفظہ اللہ نے تقویٰ اور گناہ کے موضوع پر ایک قیمتی تحریر حوالہ قلم کی ہے، میرے ناقص علم اور کوتاہ نظر کے مطابق اردو زبان میں اس طرح کی کوئی جامع تحریر موجود نہیں ہے، بایں طور ان شاء اللہ یہ کتاب اپنے موضوع پر اپنی نوعیت کی ایک منفرد

(۱) سورۃ الشوریٰ:۳۰

(۲) سورۃ طٰہٰ:۸۲۔

کتاب ہوگی۔

راقم کی یہ آٹھویں طالبعلمانہ کاوش ہے جو اللہ کی توفیق سے زیور طبع سے آراستہ ہو رہی ہے، میں سب سے پہلے اپنے اللہ ذوالجلال کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کی توفیق اور مدد سے کتاب کا ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا، اس کے بعد اپنے والدین بزرگوار کا شکر ادا کرتا ہوں جن کی انتھک تعلیمی وتربیتی کوششوں کی بدولت دین اسلام کی ادنیٰ سی خدمت کا شرف حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا وعقبیٰ کی بھلائیوں سے نوازے اور اسے ان کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے، اسی طرح اپنی اہلیہ، اہل خانہ، اساتذۂ کرام اور جملہ معاونین کا شکر ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے نوازے۔(آمین)

بعدہ فاضل بھائی جناب فضیلۃ الشیخ عبد الہادی عبد الخالق مدنی حفظہ اللہ (داعیہ ومترجم مکتب توعیۃ الجالیات، بالاحساء) کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنھوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود انتہائی شرح صدر کے ساتھ کتاب پر نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی، فجزاہ اللہ عنی خیراً۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ اردو داں حلقہ کو فائدہ پہنچائے نیز اس کے مؤلف، مترجم، مصحح، ناشر اور جملہ معاونین کو اخلاص قول وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

مدینہ طیبہ: ابوعبداللہ/عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی

۲/شوال بروز جمعرات

مُقَدِّمَة

إن الحمد لله، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، وسيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد :

تقویٰ کے نور اور گناہوں کی تاریکیوں کے سلسلہ میں یہ ایک مختصر رسالہ ہے، جس میں میں نے تقویٰ کا نور، اس کا مفہوم، اس کی اہمیت، متقیوں کے اوصاف اور تقویٰ کے ثمرات کی وضاحت کی ہے، اسی طرح گناہوں کی تاریکیاں، اس کا مفہوم، اس کے اسباب، اس کے مداخل (راستے)، اس کے

اصول، اس کے انواع واقسام اور فرد ومعاشرہ پر اس کے اثرات ونقصانات نیز گناہوں کے علاج اور گنہ گاروں کی اصلاح حال کیوں کر ہوسکتی ہے ان باتوں کو بیان کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا اور دنیا وآخرت میں انہیں بلند مقام ومرتبہ سے نوازتا ہے نیز انہیں دونوں جہان میں فلاح وکامرانی نصیب ہوگی، اور اللہ عزوجل انہیں علم نافع اور عمل صالح کی رہنمائی فرماتا ہے، اور اس سے معاملات میں آسانی ہوتی ہے نیز اللہ تعالیٰ متقیوں کو علم وایمان کا ایسا نور عطا فرماتا ہے جس کے ذریعہ وہ جہالت وگمراہی کی تاریکیوں میں چلتے ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وآمنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نوراً تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم﴾(۱)۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے

(۱) سورۃ الحدید: ۲۸۔

رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں ایک نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور جہاں تک گنہ گاروں کا معاملہ ہے تو وہ گناہوں کی تاریکیوں میں ہچکولے کھاتے رہتے ہیں، علم وایمان کے نور سے محروم ہوتے ہیں، اور اپنے دلوں میں تاریکی پاتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نیکی چہرے پر روشنی، دل میں نور، روزی میں وسعت، جسم میں قوت اور مخلوق کے دلوں میں محبت (کا سبب) ہوتی ہے، اور بدی چہرے پر سیاہی، دل میں تاریکی، جسم میں کمزوری، روزی میں کمی اور مخلوق کے دلوں میں بغض ونفرت (کا سبب) ہوتی ہے''(۱)۔

ہم اللہ سے معافی اور دنیا وآخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

میں نے اس بحث کو دو مباحث میں تقسیم کیا ہے، اور ہر مبحث کے تحت حسب ذیل مطالب ہیں:

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی لابن القیم، ص۱۰۶۔

☆ **پہلا مبحث: تقویٰ کا نور اور اس کے ثمرات۔**

پہلا مطلب: تقویٰ کا مفہوم۔

دوسرا مطلب: تقویٰ کی اہمیت۔

تیسرا مطلب: متقیوں کے اوصاف۔

چوتھا مطلب: تقویٰ کے ثمرات۔

☆ **دوسرا مبحث: گناہوں کی تاریکیاں اور ان کے نقصانات۔**

پہلا مطلب: معاصی (گناہوں) کا مفہوم اور ان کے نام۔

دوسرا مطلب: گناہوں کے اسباب۔

تیسرا مطلب: گناہوں کے راستے۔

چوتھا مطلب: گناہوں کے اصول۔

پانچواں مطلب: گناہوں کی قسمیں۔

چھٹا مطلب: گناہوں کے انواع۔

ساتواں مطلب: فرد و معاشرہ پر گناہوں کے اثرات۔

آٹھواں مطلب: علاج۔

میں اللہ عز وجل سے اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس عمل کو مبارک اور خالص اپنے رخ کریم کے لئے اور میرے لئے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس شخص تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ نفع پہنچائے، بیشک اللہ کی ذات سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی ہمارے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے، اور ہر طرح کی قوت وتصرف اللہ عظیم و برتر کے ہاتھ میں ہے۔

وصلى الله وسلم وبارك على عبده ورسوله، وأمينه على وحيه، نبينا محمد و على آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

مؤلف

شبِ چہارشنبہ، مطابق ۱۷/۱۰/۱۴۱۹ھ

پہلا مبحث:

تقویٰ کا نور اور اس کے ثمرات

پہلا مطلب: تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ کا لغوی مفہوم:

(عربی) زبان میں تقویٰ کے معنیٰ بچنے، ڈرنے اور متنبہ رہنے کے ہیں، کہا جاتا ہے: ''اتقيت الشيء، وتقيته أتقيه تقى، وتقية، وتقاء'' یعنی میں فلاں چیز سے بچ کر رہا، فرمان باری تعالیٰ:

﴿**هو أهل التقوىٰ وأهل المغفرة**﴾(۱)۔

کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ عزوجل ہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے

(۱) سورۃ المدثر: ۵۶۔

عذاب سے بچا جائے اور اس کی ذات اس لائق ہے کہ ایسا عمل کیا جائے جو اس کی بخشش تک پہنچانے کا سبب ہو(۱)۔

تقویٰ کی اصل (اصطلاحی تعریف):

تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ بندہ اپنے اور جس چیز سے وہ ڈرتا اور خوف کھاتا ہے اس کے درمیان بچاؤ کا ایک ذریعہ بنالے، چنانچہ بندے کا اپنے رب سے تقویٰ یہ ہے کہ بندہ اپنے اور اپنے رب کے غیظ وغضب' ناراضگی اور عذاب کے خوف کے درمیان بچاؤ کا ایک ایسا ذریعہ بنالے جو اسے اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھے، اور وہ اللہ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی نافرمانی سے اجتناب ہے(۲)۔

اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ کی حقیقت جیسا کہ طلق بن حبیب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے یہ ہے کہ: ''آپ اللہ کی روشنی میں، اس کے ثواب کی امید

---

(۱) دیکھئے: لسان العرب، از ابن منظور، باب یاء' فصل واؤ، مادہ ''وقي''، ۱۵/۴۰۲، القاموس المحیط، باب یاء، فصل واؤ، مادہ ''وقي'' ص ۱۷۳۱۔

(۲) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۳۹۸، نیز دیکھئے: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، از ابن جریر، ۲/۱۸۱۔

کرتے ہوئے اس کی اطاعت کا عمل انجام دیں، اور اللہ کی روشنی میں اللہ کے عذاب کا خوف رکھتے ہوئے اس کی معصیت و نافرمانی ترک کردیں''(۱)۔

مکمل تقویٰ میں واجبات کی انجام دہی اور حرام ومشتبہ امور کا ترک' بلکہ بسا اوقات اس کے ساتھ مستحب امور کی انجام دہی اور مکروہ وناپسندیدہ امور کا ترک بھی داخل ہوجاتا ہے، یہ تقویٰ کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے(۲)۔

مکمل تقویٰ کی تعریف جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمان باری: ﴿**اتقوا الله حق تقاته**﴾(۳) کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرمائی ہے، ارشاد فرماتے ہیں: ''(تقویٰ یہ ہے کہ) اللہ کی اطاعت کی جائے تو نافرمانی نہ کی جائے، یاد کیا جائے تو بھلایا نہ جائے اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے تو ناشکری نہ کی جائے''(۴)۔

---

(۱) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۰۰۔

(۲) مصدر سابق، ۱/۳۹۹۔

(۳) سورۃ آل عمران: ۱۰۲۔

(۴) اسے امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں روایت کیا ہے، ۹/۹۲، حدیث نمبر (۸۵۰۲) =

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ کے شکر میں اطاعت کے سبھی اعمال شامل ہیں اور اللہ کو یاد کرنے اور اسے بھلائے نہ جانے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کے اوامر کو اپنے جملہ حرکات وسکنات، بول چال اور گفتگو میں یاد کر کے اپنے دل سے ان کی تابعداری کرے، اور ان تمام چیزوں میں اللہ کے منع کردہ امور کو یاد کر کے ان سے اجتناب کرے''(۱)۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿**اتقوا الله حق تقاته**﴾ ''یعنی اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے'' کی تفسیر اللہ عزوجل کے دوسرے فرمان: ﴿**فاتقوا الله ما استطعتم**﴾ (۲) ''یعنی اپنی استطاعت بھر اللہ سے ڈرو'' سے ہوتی ہے، اور (دونوں آیتوں کے مجموعہ) کا مفہوم یہ ہوگا کہ اپنی استطاعت بھر اللہ

=مستدرک حاکم، ۲/۲۹۴، حدیث نمبر: (۸۵۰۲) وابن جریر فی جامع البیان في تاویل آي القرآن، ۷/۶۵، انھوں نے (۷۵۳۶ تا ۷۵۵۱) بہت سی رویتیں ذکر کی ہیں۔

(۱) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۰۱۔

(۲) سورۃ التغابن: ۱۶۔

سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے نیز انھوں (امام قرطبی) نے بیان فرمایا ہے کہ یہ کہنا آیت کریمہ کو منسوخ کہنے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ نسخ کا مرحلہ تطبیق ممکن نہ ہونے کی صورت میں آتا ہے، اور چونکہ (یہاں) تطبیق ممکن ہے اس لئے وہی اولیٰ وبہتر ہے(۱)۔

کبھی کبھی تقویٰ کا استعمال حرام امور سے اجتناب پر غالب ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کے متعلق سوال کئے جانے پر (سائل سے) فرمایا: کیا تم خاردار راستے سے گزرے ہو؟ اس نے کہا: ہاں! پوچھا: تو تم نے کیسے کیا کیا؟ اس نے کہا: جب میں کانٹا دیکھتا تو اس سے ہٹ جاتا، یا اسے پھلانگ جاتا، یا اسے چھوڑ ہی دیتا، تو انھوں نے فرمایا: ''یہی تقویٰ ہے''۔

ابن المعتز نے تقویٰ کے اسی مفہوم کو لے کر کہا ہے:

خــل الـــذنـــوب صغيـــرها

وكـــبيـــرها فـــهو التـــــقىٰ

(۱) دیکھئے: الجامع لأحکام القرآن للقرطبی، ۴/۱۶۶۔

واصنــــع كـــماشٍ فـوق

أرض الشوك يحــــذر مايرى

لا تحقـــــرن صغيــــرة

إن الجبال مـــن الحصى (١)

چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو ترک کر دو، کہ یہی تقویٰ ہے اور اس طرح کرو جس طرح پر خار زمین پر چلنے والا (کانٹوں وغیرہ کو دیکھ کر) اس سے بچ کر چلتا ہے، چھوٹے گناہوں کو حقیر نہ سمجھو کہ کنکریوں ہی سے پہاڑ بنتے ہیں۔

دوسرا مطلب: تقویٰ کی اہمیت

تقویٰ کئی وجوہ سے دنیا و آخرت کی کامیابی کے اہم ترین اسباب میں سے ہے، ان میں سے چند وجوہ درج ذیل ہیں:

اول: اللہ عزوجل نے تمام اولین وآخرین (اگلوں پچھلوں) کو تقویٰ

(۱) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۰۲۔

کی وصیت فرمائی ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولقد وصينا الذين أوتوا الكتاب من قبلكم وإياكم أن اتقوا الله﴾ (١)۔

اور واقعی ہم نے ان لوگوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے تھے اور تم کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔

چنانچہ یہ تمام اولین وآخرین کو امر ونہی، شرعی احکام، وصیت الٰہی کے انجام دینے والے کو ثواب اور اسے ضائع کرنے اور اس سے بے توجہی برتنے والے کو دردناک عذاب کی سزا پر مشتمل ایک عظیم الشان وصیت ہے، اسی لئے اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وإن تكفروا فإن لله ما في السماوات وما في الأرض وكان الله غنيا حميداً﴾۔

اور اگر تم کفر کرو تو یاد رکھو کہ اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ بہت بے نیاز اور تعریف

(۱) سورۃ النساء: ۱۳۱۔

کیا گیا ہے۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''﴿**وإن تكفروا**﴾ (اور اگر تم کفر کرو) یعنی اللہ کا تقویٰ ترک کر دو اور اللہ کے ساتھ ایسی چیز شریک کرو جس کی اللہ نے دلیل نازل نہیں فرمائی تو تم اس سے اپنی ذات ہی کو نقصان پہنچاؤ گے، اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ اس کی بادشاہت میں کمی کر سکتے ہو، اللہ کے بے شمار تم سے بہتر بندے ہیں جو اس کے اطاعت گزار اور اس کے حکم کے تابعدار ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے (وصیت کے بعد) یہ بات ذکر فرمائی:

﴿وإن تكفروا فإن لله ما في السماوات وما في الأرض وكان الله غنيا حميداً﴾۔

اور اگر تم کفر کرو تو یاد رکھو کہ اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ بہت بے نیاز اور تعریف کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مکمل جود و سخا اور احسان عام ہے، جس کے چشمے

اس کی رحمت کے ان خزانوں سے نکلتے ہیں جس میں خرچ کرنے سے کمی نہیں ہوتی اور نہ شب و روز لٹانے سے اس میں ذرا بھی نقص پیدا ہوتا ہے''(۱)۔

اس کی مالداری کا کمال یہ ہے کہ وہ مکمل خوبیوں والا ہے، اور ''حمید'' اس کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر طرح کی حمد و ثنا اور محبت و عظمت کا مستحق ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حمد و ستائش کے جملہ اوصاف جلال و جمال سے متصف ہے۔

اور اس لئے بھی کہ اللہ نے اپنی مخلوق پر بڑی عظیم نعمتیں نچھاور کی ہیں، چنانچہ وہ ہر حال میں لائق تعریف ہے، اور ان دونوں معزز ناموں ''غنی'' اور ''حمید'' کا ایک جگہ اکٹھا ہونا بھی کیا خوب ہے کہ اللہ تعالیٰ مالدار (بے نیاز) اور تعریف کیا ہوا ہے، اسی کے لئے اپنی مالداری میں کمال، اپنی تعریف میں کمال اور دونوں ناموں کے اکٹھا ہونے کا کمال ہے(۲)۔

---

(۱) تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان للسعدی، ص۱۷۱۔

(۲) دیکھئے: مصدر سابق، ص۱۷۱۔

دوم: اللہ عز وجل نے بے شمار آیات میں اپنے بندوں کو تقویٰ کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے، ان میں سے چند آیات حسب ذیل ہیں:

۱- اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿واتقوا يوماً ترجعون فيه إلى الله ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون﴾(۱)۔

اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

۲- ارشاد باری تعالی ہے:

﴿واتقوا يوما لاتجزى نفس عن نفس شيئا ولا يقبل منها شفاعة ولا يؤخذ منها عدل ولا هم ينصرون﴾(۲)۔

(۱) سورۃ البقرہ:۲۸۱۔

(۲) سورۃ البقرہ:۲۸۱، نیز دیکھئے: آیت نمبر:۱۲۳۔

اس دن سے ڈرتے رہو جب کوئی کسی کو نفع نہ دے سکے گا اور نہ ہی اس کی بابت کوئی سفارش قبول ہوگی اور نہ کوئی بدلہ اس کے عوض لیا جائے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔

۳- اللہ کا ارشاد ہے:

﴿واتقوا الله و اعلموا أن الله بكل شيء عليم﴾(۱)۔

اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً كثيراً ونساء واتقوا الله الذي تساء لون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيباً﴾(۲)۔

(۱) سورۃ البقرہ:۲۳۱۔

(۲) سورۃ النساء:۱۔

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

۵-فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿یا أیها الذین آمنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا الله إن الله خبیر بما تعملون﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے اعمال کا کیا ذخیرہ بھیجا ہے، اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔

تقویٰ کے حکم کے بارے میں بے شمار آیتیں ہیں (۲)۔

(۱) سورۃ الحشر: ۱۸۔

(۲) دیکھئے: المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص۷۵۹ تا ۷۶۰، چنانچہ قرآن کریم میں ۷۹ مقامات پر تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔

سوم: نبی کریم ﷺ نے اپنی بہت ساری حدیثوں میں تقویٰ کا حکم دیا ہے اور اس کی جانب رغبت دلائی ہے، ان میں سے چند احادیث حسب ذیل ہیں:

۱-حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد کرتے ہوئے سنا، آپ نے (خطبہ کے دوران) فرمایا:

"اتقوا الله ربکم، وصلوا خمسکم، وصوموا شهرکم، وأدوا زکاة أموالکم، وأطیعوا ذا أمرکم، تدخلوا جنة ربکم" (۱)۔

اپنے پروردگار اللہ سے ڈرو، اپنی پنج وقتہ نمازیں ادا کرو، اپنے مہینہ (رمضان) کا روزہ رکھو، اپنے مالوں کی زکاۃ دو اور اپنے حاکم کی

(۱) سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب منہ: ۲/۱، حدیث نمبر: (۶۱۶)، علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن ترمذی (۱/۱۹۰) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (حدیث نمبر: ۸۶۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

اطاعت کرو، اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

۲- نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تقویٰ کی وصیت فرمائی، اور آپ کا ایک شخص کو وصیت کرنا پوری امت کو وصیت کرنا ہے، چنانچہ فرمایا:

''اتق الله حيثما كنت، وأتبع السيئة الحسنة تمحها، وخالق الناس بخلق حسن''(۱)۔

جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور بدی کے بعد نیکی کرو وہ اسے (بدی کو) مٹا دے گی، اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

فرمان نبوی ''جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو'' کے سلسلہ میں علامہ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آپ کا مقصد پوشیدہ اور علانیہ ہے، کہ جہاں لوگ اسے دیکھ رہے ہوں اور جہاں نہ دیکھ رہے ہوں''(۲)۔

---

(۱) سنن ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، ۴/۳۵۵، حدیث نمبر: (۱۹۸۷)، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ حدیث حسن صحیح ہے''، مسند احمد ۵/۱۵۳، امام حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے نیز امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، ۱/۵۴۔

(۲) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۰۷۔

اور نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل سے خلوت وجلوت میں اللہ کی خشیت کا سوال کرتے تھے، چنانچہ آپ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے:

''... أسألک خشیتک في الغيب والشهادة''(۱)۔

اے اللہ میں تجھ سے غیب و حاضر (خلوت وجلوت) میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''خلوت وجلوت میں اللہ کا خوف نجات دینے والے امور میں سے ہے''(۲)۔

نیز فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

إذا ما خلوت الدهر يوماً فلا تقل

خلوت ولكن قل علي رقيب

---

(۱) سنن نسائی، کتاب السھو، باب الدعاء بعد الذکر: نوع آخر، ۳/۵۴، حدیث نمبر: (۱۳۰۵) علامہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی (۱/۲۸۰) میں صحیح قرار دیا ہے، یہ ایک لمبی حدیث ہے۔

(۲) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۰۷۔

ولا تحسبن الله يغفل ساعة

ولا أن ما يخفى عليه يغيب(١)

اگر تم زندگی میں کسی دن تنہا رہے ہو تو یہ نہ کہنا کہ میں تنہا تھا، بلکہ یہ کہنا کہ مجھ پر ایک نگراں موجود تھا، اور تم ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ ایک پل بھی غافل رہتا ہے یا یہ کہ خفیہ چیزیں اس سے اوجھل رہتی ہیں۔

ابن سمّاک رحمہ اللہ (۲) فرماتے ہیں:

یا مدمن الذنب أما تستحیي

والله في الخلوة ثانیـــــکا

غـــرک من ربک إمهاله

وستره طول مساویکا(۳)

---

(۱) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۰۹۔

(۲) یہ عابد وزاہد' نمونۂ سلف' واعظوں کے سردار' ابوالعباس محمد بن صبیح العجلی ابن السماک رحمہ اللہ ہیں، سنہ ۱۹۳ھ میں وفات پائے۔ دیکھئے: سیر اعلام النبلاء للذھبی، ۸/ ۳۲۸ تا ۳۳۰۔

(۳) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۱/۴۱۰۔

اے گناہوں کے عادی (شخص) کیا تجھے حیا نہیں آتی، تنہائی میں اللہ تعالیٰ تیرا دوسرا ہوتا ہے، اللہ کی مہلت اور تیری مسلسل برائیوں پر اس کی پردہ پوشی نے تجھے اللہ سے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

ابومحمد عبداللہ بن محمد اندلسی قحطانی رحمہ اللہ اپنے (ردیف "ن" کے) مجموعہ کلام میں فرماتے ہیں:

وإذا ما خلوت بريبة في ظلمة

والنفس داعية إلى الطغيان

فاستحي من نظر الإله وقل لها

إن الذي خلق الظلام يراني (١)

جب تم تاریکی میں تنہا کوئی برائی کر رہے ہو اور نفس سرکشی پر آمادہ ہو تو اللہ کے دیکھنے سے حیا کرو اور نفس سے کہو کہ جس ذات نے تاریکی پیدا فرمائی ہے وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے:

---

(۱) مجموعۂ کلام (ردیف ن) از قحطانی، ص ۲۵۔

يا من يرى مد البعوض جناحه

في ظلمة الليل البهيم الأليل

ويرى نياط عروقها في نحرها

والمخ يجري في تلک العظام النحل

امنن علـــي بتوبة تمحو بهـا

ماكان مني في الزمان الأول

اے تیرہ وتاریک لمبی شب کی تاریکی میں مچھر کے بازو کے پھیلاؤ کو اوراس کی نحر میں رگوں کی جگہوں اوران پتلی باریک ہڈیوں میں دماغ کو دیکھنے والے، مجھ پرتوبہ کا احسان فرما جس کے ذریعہ مجھ سے پچھلے زمانہ میں سرزد ہوئے گناہوں کومعاف فرما۔

۳-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی جس سے دل دہل گئے اورآنکھیں اشکبار ہوگئیں' تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے لہٰذا آپ ہمیں وصیت کیجئے،

آپ نے فرمایا:

''أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة ...''(۱)۔

میں تمہیں اللہ کے تقویٰ اورسمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں...۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''یہ دونوں باتیں دنیا وآخرت کی سعادت کوشامل ہیں''(۲)۔

۴-حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر یا سریہ کا کوئی امیر بناتے تو اسے خصوصی طور پر اللہ کے تقویٰ کی اور جو مسلمان اس کے ساتھ ہوتے انہیں بھلائی کی وصیت فرماتے...''(۳)۔

۵-تقویٰ کی اہمیت ہی کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے اپنی دعا میں

---

(۱) سنن ابوداود، ۴/۲۰۱، حدیث نمبر: (۴۶۰۷) وسنن ترمذی، ۵/۴۴، حدیث نمبر: (۲۶۷۶) و مسنداحمد، ۴/۴۶ وابن ماجہ ۱/۱۵، حدیث نمبر: (۴۳، ۴۴)۔

(۲) جامع العلوم والحکم، از ابن رجب، ۲/۴۱۶۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر ، باب تامیر الامام الامراء علی البعوث ووصیتہ ایاهم بآداب الغزو وغیرها، ۳/۱۳۵۶، حدیث نمبر: (۱۷۳۱)۔

اپنے رب سے تقویٰ کا سوال کیا، چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"اللــــهم إني أســـألک الهــــدى والتقىٰ والعفاف والغنى"(۱)۔

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفت و پاکدامنی اور مالداری کا سوال کرتا ہوں۔

چہارم: سب سے زیادہ جو چیز جنت میں داخلہ کا سبب بنتی ہے وہ تقویٰ ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کونسی چیز لوگوں کو جنت میں داخل کرتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: **"التقویٰ و حسن الخلق"** اللہ کا تقویٰ اور حسن اخلاق، نیز آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ کونسی چیز لوگوں کو جہنم میں داخل کرتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: **"الفم

(۱) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب التعوذ من شر ما علم ومن شر ما لم یعلم، ۴/ ۲۰۸۷، حدیث نمبر: (۲۷۲۱)۔

والفرج"** منہ اور شرمگاہ (۱)۔

پنجم: تقویٰ اس (حسی) ظاہری لباس سے زیادہ اہم ہے جس سے انسان بے نیاز نہیں ہوسکتا، کیونکہ تقویٰ کا لباس نہ بوسیدہ اور پرانا ہوتا ہے اور نہ ختم، بندہ کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے، تقویٰ دل اور روح کی زینت ہے، رہا ظاہری لباس تو وہ زیادہ سے زیادہ تھوڑی دیر کے لئے ظاہری شرمگاہ کی پردہ پوشی کرتا ہے یا انسان کی زیب وزینت کا سبب ہوتا ہے، اس کے علاوہ اسکا کوئی فائدہ نہیں، اگر فرض کیا جائے کہ یہ ظاہری لباس نہیں ہے تو (زیادہ سے زیادہ) اس کی ظاہری شرمگاہ ہی کھلے گی کہ ضرورت کی بنیاد پر اسے کھولنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر تقویٰ کا لباس نہ ہو تو اس کی پوشیدہ شرمگاہ عریاں ہوجائے گی اور وہ ذلت ورسوائی سے دوچار ہوگا (۲)۔

(۱) سنن ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ما جاء فی حسن الخلق، ۴/ ۳۶۳، حدیث نمبر: (۲۰۰۴) امام ترمذی نے فرماتے ہیں: "یہ حدیث صحیح غریب ہے" علامہ شیخ البانی نے صحیح سنن ترمذی (۲/ ۱۹۴) میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۲) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان للسعدی، ص ۲۴۸۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿یا بني آدم قد أنزلنا عليكم لباساً يواري سوآتكم وريشاً و لباس التقوىٰ ذلک خير﴾ (۱)۔

اے آدم علیہ السلام کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تمہاری شرمگاہوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس یہ اس سے بہتر ہے۔

یہ وہ لباس ہے جس سے انسان ایک لمحہ بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا' اس کے بغیر اس کی کوئی قدر وقیمت اور کامیابی نہیں' اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إذا المرء لم يلبس ثياباً من التقىٰ

تقلب عرياناً ولو كان كاسياً

وخير لباس المرء طاعــة ربه

ولا خير فيمن كان لله عاصياً

(۱) سورۃ الاعراف: ۲۶۔

جب انسان تقویٰ کے لباس میں ملبوس نہیں ہوتا ہے تو کپڑے پہننے کے باوجود بھی عریاں گھومتا پھرتا ہے، انسان کا سب سے اچھا لباس اس کے رب کی اطاعت ہے اور جو اللہ کا نافرمان ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

ششم: تقویٰ کھانے پینے سے بھی زیادہ اہم ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وتزودوا فإن خير الزاد التقوىٰ واتقون يا أولي الألباب﴾ (۱)۔

اور اپنے ساتھ توشہ (سامان سفر) لے لیا کرو' سب سے بہتر توشہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہے، اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''سفر میں اچھی زادراہ آدمی کے کرم کی دلیل ہے'' (۲)۔

(۱) سورۃ البقرہ: ۱۹۷۔

(۲) دیکھئے: تفسیر القرآن العظیم، لابن کثیر ۱/ ۲۲۷، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۷۴۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سفر میں زادراہ لینے کا حکم دیا ہے کیونکہ سفر میں زادراہ لینے میں مخلوق سے بے نیازی اوران کے اموال سے بے زاری (عدم ضرورت) ہے، اوراس لئے بھی کہ زادراہ میں مسافروں کے لئے فائدہ اور مدد ہے اوراس زادسفر سے توشہ وسامان سفر کے ذریعہ جسم کی حفاظت مقصود ہے، جب اللہ عزوجل نے دنیوی سفر میں زادراہ لینے کا حکم دیا تو حقیقی زادراہ یعنی توشۂ آخرت کا بھی حکم دیا، یعنی آخرت میں تقویٰ لیکر جانا جوایسی زادراہ ہے جس کا فائدہ مسافرکواس کی دنیوی واخروی دونوں زندگیوں میں ملے گا' چنانچہ یہ تقویٰ کا توشہ ہے جسے لیکر مسافر سکون وقرار کی منزل (آخرت) کو سدھارے گا' وہ زادراہ جو بھرپور لذت اور عظیم نعمت تک پہنچانے والی ہے' اورجس نے یہ زادراہ ترک کردیا وہ راستے میں لٹا ہوا وہ مسافر ہے جو ہر مصیبت سے دوچار ہونے کا مرکز اور جس کے لئے متقیوں کی منزل (جنت) تک پہنچنے کا ہر راستہ بند ہوچکا ہے(۱)۔

---

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۴۷۔

اورکسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تزود من الدنيا فإنک لا تدري
إذا جن ليل هل تعيش إلى الفجر
فكم من صحيح مات من غير علة
وكم من عليل عاش حيناً من الدهر

تقویٰ کا توشہ اختیار کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ جب رات ڈھل جائے گی تو تم فجر تک زندہ بھی رہوگے، چنانچہ نہ جانے کتنے صحت مند لوگ بغیر کسی مرض کے موت کی آغوش میں چلے گئے اورنہ جانے کتنے مریض ایک مدت تک حیات مستعار کی لذت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

تیسرا مطلب: متقیوں کے اوصاف:

متقیوں کے کچھ اوصاف واعمال ہیں جن کی پاداش میں انہیں دنیا وآخرت کی سعادت حاصل ہوتی ہے' ان میں سے چند اوصاف بطور شمار نہیں بلکہ بطور مثال درج ذیل ہیں:

اول: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الم ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلاة ومما رزقناهم ینفقون والذین یؤمنون بما أنزل إلیک وما أنزل من قبلک وبالآخرة هم یوقنون﴾ (۱)۔

الم اس کتاب کے (اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

چنانچہ ان آیات میں متقیوں کے کچھ بابرکت اوصاف ہیں، وہ یہ ہیں:

۱- غیب (ان دیکھی چیزوں) پر ایمان لانا۔

(۱) سورۃ البقرہ: ۱تا۴۔

۲- نماز قائم کرنا۔

۳- نیکی کی تمام راہوں میں واجب اور مستحب (طور پر) خرچ کرنا۔

۴- قرآن کریم اور اللہ کی طرف سے اتاری گئی تمام کتابوں پر ایمان لانا۔

۵- آخرت کا یقین اور اس پر کامل ایمان، اور یقین اس مکمل علم کو کہتے ہیں جس میں ذرا بھی شک نہ ہو۔

جو ان صفات پر عمل پیرا ہوگا وہ عظیم ہدایت سے سرفراز اور دنیا و آخرت میں کامیاب و کامراں ہوگا (۱)۔

دوم: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿لیس البر أن تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الآخر والملائکة والکتاب والنبیین وآتی المال علی حبه ذوي القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص۲۴۔

والسائلين وفي الرقاب وأقام الصلاة و آتى الزكاة والموفون بعهدهم إذا عاهدوا والصابرين في البأساء والضراء وحين البأس أولئک الذين صدقوا وأولئک هم المتقون﴾(۱)۔

ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے ہی میں نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی (جنگ) کے وقت صبر کرے، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

چنانچہ اس عظیم الشان آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے بہت

(۱) سورۃ البقرہ:۱۷۷۔

سارے اعمال اور عظیم اوصاف کریمانہ ذکر فرمائے ہیں، جو یہ ہیں:

۱-اللہ عزوجل پر ایمان۔

۲-یوم آخرت پر ایمان۔

۳-فرشتوں پر ایمان۔

۴-اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان۔

۵-انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان۔

۶-رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، دست سوال دراز کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی میں مال خرچ کرنا۔

۷-نماز قائم کرنا۔

۸-زکاۃ دینا۔

۹-وعدہ پورا کرنا۔

۱۰-محتاجی وبیماری (کی حالت) میں اور دشمنوں سے جہاد کے وقت صبر کرنا۔

۱۱-اقوال وافعال اور حالات میں سچائی اپنانا۔

چنانچہ یہ لوگ جنھوں نے یہ اعمال انجام دیئے ہیں اپنے ایمان میں سچے لوگ ہیں' کیونکہ انھوں نے اپنے اعمال سے اپنے ایمان کی سچائی کا ثبوت دیا ہے اور یہی کامیاب لوگ ہیں، کیونکہ انہوں نے منع کردہ امور کا ترک اور حکم کردہ امور کی انجام دہی کی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ یہ امور لازمی اور ضمنی طور پر خیر و بھلائی کے تمام اوصاف پر مشتمل ہیں' کیونکہ وعدہ وفائی میں پورا دین اسلام داخل ہے' جس نے یہ اعمال انجام دیئے وہ ان کے علاوہ احکام کا بدرجۂ اتم بجالانے والا ہوگا' چنانچہ یہی نیکوکار' سچے اور متقی لوگ ہیں(۱)۔

سوم: اس چیز کے بیان کے بعد کہ شہوتیں (نفسانی خواہشات) لوگوں کے لئے مزین وآراستہ کردی گئی ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قل أ أنبئكم بخير من ذلكم للذين اتقوا عند ربهم جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها و أزواج مطهرة ورضوان من الله والله بصير بالعباد، الذين

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص٦٦ ۔

يقولون ربنا إننا آمنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار، الصابرين والصادقين والقانتين والمنفقين والمستغفرين بالأسحار﴾ (۱)۔

آپ کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں اس سے بہت بہتر چیز بتاؤں؟ تقویٰ والوں کے لئے ان کے رب تعالیٰ کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے' اور اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لا چکے اس لئے ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ جو صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور فرمانبرداری کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور رات کے پچھلے پہر بخشش مانگنے والے ہیں۔

ان تینوں آیتوں میں متقیوں کے اوصاف میں سے کچھ مبارک اعمال اور اوصاف کریمانہ کا علم ہوا' جو یہ ہیں:

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۵ تا ۱۷۔

۱- اللہ پر ایمان لا کر اس کا وسیلہ قائم کرنا۔

۲- اللہ عز وجل سے بخشش ومغفرت کا حصول۔

۳- متقیوں کا اللہ عز وجل سے جہنم کے عذاب سے بچاؤ طلب کرنا۔

۴- اللہ کی اطاعت' اس کے حرام کردہ امور (سے اجتناب) اور اللہ کی المناک قضاوقدر پر صبر کرنا۔

۵- گفتار وکردار اور حالات میں سچائی۔

۶- 'قنوت' یعنی خشوع کے ساتھ اللہ کی پیہم اطاعت وبندگی۔

۷- بھلائی کی راہوں میں فقیروں اور حاجتمندوں پر خرچ کرنا۔

۸- استغفار' بالخصوص سحر کے وقت' کیونکہ وہ لوگ نماز سحر کے وقت تک لمبی کرتے ہیں اور پھر بیٹھ کر اللہ سے بخشش کا سوال کرتے ہیں (۱)۔

چنانچہ ان حضرات کے لئے طرح طرح کی بھلائیاں' دائمی نعمت' اللہ کی رضامندی جو سب سے عظیم نعمت ہے' نیز ہر طرح کے نقص وعیب سے پاک نیک سیرت اور مخلوقات میں سب سے کامل و اکمل

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۱۰۳۔

بیویاں ہیں (۱)۔

چہارم: اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿وسارعوا إلى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السماوات والأرض أعدت للمتقين، الذين ينفقون في السراء والضراء والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين، والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب إلا الله ولم يصروا على مافعلوا وهم يعلمون، أولئک جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها ونعم أجر العاملين﴾ (۲)۔

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑ وجس

(۱) دیکھئے: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، لابن جریر الطبری، ۶/۲۵۹ تا ۲۶۷، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۱۰۳۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۳۳ تا ۱۳۶۔

کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو لوگ آسانی میں اور سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔ جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔ ان کا بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، ان نیک کاموں کے کرنے والوں کا ثواب کیا ہی اچھا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے متقیوں کو اپنی مغفرت اور ان کے لئے تیار کردہ جنت کے حصول کی طرف سبقت کرنے کا حکم دینے کے بعد ان کے کچھ عظیم الشان اعمال واوصاف حمیدہ کا ذکر فرمایا ہے، جو یہ ہیں:

۱- تنگ دستی وخوشحالی، پریشانی وآسانی، جذبہ وشوق و بے شوقی، صحت و بیماری، ہر حال میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنا۔

۲- غصہ پی لینا اور اس کا اظہار نہ کرنا اور اپنے ساتھ برا سلوک کرنے والے کے خلاف صبر کرنا، چنانچہ وہ اس کا انتقام نہیں لیتے۔

۳- جو بھی ان کے ساتھ قول یا فعل سے بدسلوکی کرے اسے معاف کر دینا۔

۴- اللہ عزوجل اور جن چیزوں سے اللہ نے گنہگاروں کو ڈرایا ہے نیز جن چیزوں کا متقیوں سے وعدہ فرمایا ہے انہیں یاد کرنا، تاکہ اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگیں۔

۵- چھوٹے بڑے گناہوں کا عمل سرزد ہونے پر جلد از جلد توبہ واستغفار کرنا۔

۶- مسلسل گناہوں پر گناہ نہ کرنا، بلکہ وہ اس سے جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔

پھر اللہ عزوجل نے ان صفات کے اپنانے پر اپنی بخشش اور دائمی نعمتوں

والے باغات کی شکل میں ان کی جزا بیان فرمائی کہ (یہ نعمتیں ایسی ہوں گی) جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے ان کے متعلق سنا اور نہ ہی کسی فرد بشر کے دل میں کھٹکا (اس کا حقیقی تصور آیا) (۱)۔

پنجم: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في جنات و عيون آخذين ما آتاهم ربهم إنهم كانوا قبل ذلک محسنين، كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالأسحار هم يستغفرون وفي أموالهم حق للسائل والمحروم﴾ (۲)۔

بیشک تقویٰ والے لوگ بہشتوں اور چشموں میں ہوں گے۔ ان کے رب نے انہیں جو کچھ عطا فرمایا ہے اسے لے رہے ہوں گے وہ تو اس سے پہلے ہی نیکو کار تھے۔ وہ رات کو بہت کم سویا کرتے

---

(۱) دیکھئے: تفسیر القرآن العظیم، لابن کثیر ۳۸۴/۱، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۱۱۶۔

(۲) سورۃ الذاریات: ۱۵تا۱۹۔

تھے۔ اور سحر کے وقت استغفار کیا کرتے تھے۔ ان کے اموال میں مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا حق تھا۔

ان آیات میں متقیوں کے اوصاف کریمانہ میں سے حسب ذیل کچھ اعمال کا ذکر ہے:

۱- اللہ کی عبادت میں احسان اور اللہ کے بندوں پر احسان۔

۲- اخلاص اور دل وزبان کے اتفاق پر دلالت کرنے والی نماز شب (تہجد)' چنانچہ وہ راتوں میں بہت کم سوتے تھے۔

۳- فجر سے کچھ پہلے سحر کے وقت اللہ سے استغفار کرنا' چنانچہ یہ اپنی نماز سحر کے وقت تک لمبی کرتے ہیں پھر نماز (تہجد) کے اختتام پر بیٹھ کر اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں۔

۴- لوگوں سے مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں قسم کے) محتاجوں پر خرچ کرنا۔

یہ متقیوں کے اوصاف کریمانہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن میں ہمہ قسم کے درخت' میوہ جات ہوں گے اور بہتے

چشمے ہوں جن سے وہ باغات سیراب ہوں گے اوران باغات سے اللہ کے تقویٰ شعار بندے سیراب وشکم سیر ہوں گے(۱)۔

یہ متقیوں کے اوصاف کے (محض) چند نمونے اور مثالیں ہیں ورنہ کتاب وسنت میں ان کے اوصاف بکثرت موجود ہیں۔

چوتھا مطلب: تقویٰ کے ثمرات

تقویٰ کے کچھ ثمرات ہیں جو تقویٰ شعار شخص کو دنیا وآخرت میں حاصل ہوں گے اوران ثمرات کے حصول کی پیش رفت متقیوں کے اوصاف پر کار بند ہونے کے اعتبار سے ہوگی' ان میں سے بطور شمار نہیں بطور مثال چند ثمرات حسب ذیل ہیں:

(۱) قرآن کریم سے استفادہ اور ہدایت ارشاد و ہدایت توفیق سے سرفرازی: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الم ذلک الکتاب لا ریب فیه هدی

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص۷۵۱۔

للمتقین﴾(۱)۔

الم، اس کتاب کے (اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں' پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔

(۲) متقیوں کو اللہ کی معیت (ساتھ):

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿واتقوا الله واعلموا أن الله مع المتقین﴾(۲)۔

اوراللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنون﴾(۳)۔

بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے۔

یہ معیت (جو سابقہ آیات کریمہ میں گزری) توفیق' اصلاح و درستگی' نصرت وتائید اوراعانت وحمایت کی معیت ہے۔

(۱) سورۃ البقرہ:۱،۲۔

(۲) سورۃ البقرہ:۱۹۴۔

(۳) سورۃ النحل:۱۲۸۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بارے میں اور جو بات آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمائی تھی اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا:

﴿لا تحزن إن الله معنا﴾(۱)۔

غم نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

رہی عام معیت تو وہ اللہ عز وجل کے سننے، دیکھنے اور علم کے ذریعہ ہر چیز کو شامل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وهو معكم أينما كنتم والله بما تعملون بصير﴾(۲)۔

تم جہاں کہیں بھی ہو وہ (اللہ) تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

(۳) قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بلند مقام ومرتبہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ التوبہ:۴۰۔

(۲) سورۃ الحدید:۴۔

﴿زين للذين كفروا الحياة الدنيا ويسخرون من الذين آمنوا والذين اتقوا فوقهم يوم القيامة والله يرزق من يشاء بغير حساب﴾(۱)۔

کافروں کے لئے دنیوی زندگی مزین وآراستہ کر دی گئی ہے، وہ ایمان والوں سے ہنسی و مذاق کرتے ہیں، حالانکہ پرہیزگار لوگ قیامت کے دن ان سے اعلیٰ ہوں گے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

(۴) نفع بخش علم کے حصول کی توفیق:

اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

﴿واتقوا الله ويعلمكم الله والله بكل شيء عليم﴾(۲)۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ

(۱) سورۃ البقرہ:۲۱۲۔

(۲) سورۃ البقرہ:۲۸۲۔

ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

(۵) جنت اور اس کی ہمہ قسم کی نعمتوں میں داخلہ:

ان میں سے چند نعمتیں حسب ذیل ہیں:

۱- جنت سے سرفرازی:

ارشاد باری ہے:

﴿للذين اتقوا عند ربهم جنات تجري من تحتها الأنهار﴾ (۱)۔

متقیوں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

۲- جنت کی وراثت:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿تلک الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقياً﴾ (۲)۔

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۵۔

(۲) سورۃ مریم: ۶۳۔

یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے متقیوں کو وارث بنائیں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وسارعوا إلى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السماوات والأرض أعدت للمتقين﴾ (۱)۔

اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

مزید ارشاد ہے:

﴿قل متاع الدنيا قليل والآخرة خير لمن اتقى ولا تظلمون فتيلاً﴾ (۲)۔

کہہ دیجئے کہ دنیا کی سودمندی تو بہت ہی کم ہے اور پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت ہی بہتر ہے اور تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۳۔

(۲) سورۃ النساء: ۷۷۔

ستم روا نہ رکھا جائے گا۔

۳-بہترین مراتب ودرجات:

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ولدار الآخرة خير ولنعم دار المتقين﴾(۱)۔

اور یقیناً آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور کیا ہی خوب پرہیز گاروں کا گھر ہے۔

۴-من چاہی نعمتوں کا حصول:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿جنات عدن يدخلونها تجري من تحتها الأنهار لهم فيها مايشاء ون كذلك يجزي الله المتقين﴾(۲)۔

ہیشگی والے باغات جہاں وہ جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جو کچھ یہ چاہیں گے وہاں ان کے لئے موجود ہوگا متقیوں

(۱)سورۃ النحل:۳۰۔

(۲)سورۃ النحل:۳۰۔

کو اللہ تعالیٰ اسی طرح بدلہ دیا کرتا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿يطاف عليهم بصحاف من ذهب وأكواب وفيها ما تشتهيه الأنفس و تلذ الأعين وأنتم فيها خالدون﴾(۱)۔

ان کے چاروں طرف سے سونے کی رکابیاں اور سونے کے گلاسوں کا دور چلایا جائے گا، ان کے جی جس چیز کی خواہش کریں اور جس چیز سے ان کی آنکھیں لذت پائیں، سب وہاں ہوگا اور تم اسی میں ہمیشہ رہو گے۔

۵-معزز وفد (مہمانوں) کی شکل میں اکٹھا کیا جانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يوم نحشر المتقين إلى الرحمن وفداً﴾(۲)۔

جس دن ہم پرہیز گاروں کو اللہ رحمٰن کی طرف بحیثیت مہمان جمع

(۱)سورۃ الزخرف:۷۱۔

(۲)سورۃ مریم:۸۵۔

کریں گے۔

امام طبری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ متقیوں کو اونٹنیوں پر لے جایا جائے گا جن پر سونے کے کجاوے ہوں گے اور ان کی نکیلیں زبرجد (سبز اور زرد رنگ کا ایک مقدس قیمتی پتھر) کی ہوں گی، وہ ان پر سوار ہوجائیں گے یہاں تک کہ (پہنچ کر) جنت کے دروازوں پر دستک دیں گے(۱)۔

۶-متقیوں کے لئے جنت قریب لائی جائے گی:

ارشاد باری ہے:

﴿وأزلفت الجنة للمتقين﴾ (۲)۔

اور پرہیزگاروں کے لئے جنت قریب لائی جائے گی۔

نیز ارشاد ہے:

(۱) جامع البیان عن تاویل آی القرآن، للطبری ۱۸/۲۵۴ تا ۲۵۵۔

(۲) سورۃ الشعراء: ۹۰۔

﴿وأزلفت الجنة للمتقين غير بعيد﴾ (۱)۔

اور جنت پرہیزگاروں کے لئے بالکل قریب کردی جائے گی ذرا بھی دور نہ ہوگی۔

۷-متقیوں کے لئے جنت میں بالا خانے ہوں گے جن کے اوپر بھی بالا خانے بنے ہوں گے، جن کا ظاہری حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے نظر آئے گا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لكن الذين اتقوا ربهم لهم غرف من فوقها غرف مبنية تجري من تحتها الأنهار وعد الله لا يخلف الله الميعاد﴾ (۲)

ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالا خانے ہیں، ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، اللہ عزوجل کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ وعدہ کی خلاف ورزی

(۱) سورۃ ق: ۳۱۔

(۲) سورۃ الزمر: ۲۰۔

نہیں کرتا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿والذین آمنوا وعملوا الصالحات لنبوئنهم من الجنة غرفاً تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها نعم أجر العاملين﴾(۱)۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں ہم یقیناً جنت کے ان بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔

۸-متقیوں کو عذاب نہ چھوئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اسباب نجات سے نجات عطا فرمائے گا:

ارشاد باری ہے:

﴿وينجي الله الذين اتقوا بمفازتهم لا يمسهم السوء

(۱) سورۃ العنکبوت:۵۸۔

ولا هم يحزنون﴾(۱)۔

اور جن لوگوں نے پرہیزگاری کی اللہ تعالیٰ انہیں ان کی کامیابی کے ساتھ بچا لے گا، انہیں کوئی برائی چھو بھی نہ سکے گی اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔

۹-متقی حضرات عذاب جہنم سے محفوظ ہوں گے اور پل صراط پر (بآسانی) گزر جائیں گے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وإن منكم إلا واردها كان على ربك حتما مقضياً ثم ننجي الذين اتقوا ونذر الظالمين فيها جثياً﴾(۲)۔

تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تمہارے رب کے ذمہ قطعی، فیصل شدہ امر ہے۔ پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچا لیں گے اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔

۱۰-متقیوں کی صحبت اور محبت دنیا و آخرت میں دائمی ہوگی، اس کے

(۱) سورۃ الزمر:۶۱۔

(۲) سورۃ مریم:۷۱،۷۲۔

علاوہ ہر صحبت قیامت کے دن عداوت ودشمنی میں بدل جائے گی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الأخـــــــلاء يومئذٍ بعضهم لبعض عدو إلا المتقين﴾(۱)۔

اس دن جگری دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے متقیوں کے۔

۱۱-متقیوں کے لئے پر امن جگہ ہوگی:

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في مقام أمين، في جنات و عيون، يلبسون من سندس واستبرق متقابلين، كذلك وزوجناهم بحور عين، يدعون فيها بكل فاكهة آمنين، لا يذوقون فيها الموت إلا الموتة الأولى ووقاهم عذاب الجحيم، فضلاً من ربك ذلك هو

(۱) سورۃ الزخرف: ٦٧۔

الفوز العظيم﴾(۱)۔

بیشک اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے امن وسکون کی جگہ میں ہوں گے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور دبیز ریشم کے لباس پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ اسی طرح ہے اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا نکاح کردیں گے۔ انتہائی بے فکری کے ساتھ وہاں ہر طرح کے میووں کی فرمائشیں کرتے ہوں گے۔ وہاں وہ موت چکھنے کے نہیں، ہاں پہلی موت (جو وہ مر چکے)، اور اللہ نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا۔ یہ صرف تیرے رب کا فضل ہے، یہی سب سے عظیم کامیابی ہے۔

۱۲-تقویٰ کے نتیجہ میں جنت کی نہروں پر حاضری اور ان سے سیرابی نصیب ہوگی:

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿مثل الجنة التي وعد المتقون فيها أنهار من ماء غير

(۱) سورۃ الدخان: ۵۱تا۵۷۔

آسن وأنهار من لبن لم يتغير طعمه وأنهار من خمر لذة للشاربين وأنهار من عسل مصفى ولهم فيها من كل الثمرات ومغفرة من ربهم كمن هو خالد في النار وسقوا ماء حميما فقطع أمعاء هم﴾(۱)۔

اس جنت کی صفت جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے' یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے والا نہیں' اور دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہیں بدلا' اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کے لئے بڑی لذت ہے اور نہریں ہیں شہد کی جو بہت صاف ہیں اور ان کے وہاں ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے' کیا یہ اس شخص کے مثل ہے جو ہمیشہ آگ (جہنم) میں رہنے والا ہے؟ اور جنھیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

۱۳-متقی حضرات اللہ عزوجل کے پاس سچائی (عزت واحترام) کی

(۱) سورۃ محمد:۱۵۔

مجلس میں ہوں گے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في جنات ونهر في مقعد صدق عند مليك مقتدر﴾(۱)۔

بیشک اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔ راستی اور عزت کی بیٹھک میں قدرت والے بادشاہ کے پاس۔

۱۴-متقیوں کو ان کے تقویٰ کی پاداش میں' جنت کے درختوں کے سائے میں سیر وتفریح اور حسب خواہش ان نعمتوں سے لطف اندوزی نصیب ہوگی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن المتقين في ظلال وعيون وفواكه مما يشتهون

(۱) سورۃ القمر:۵۴،۵۵۔

كلوا واشربوا هنيئاً بما كنتم تعملون﴾(۱)۔

بیشک پرہیزگار لوگ سایوں میں اور بہتے چشموں میں ہوں گے۔ اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں گے۔(اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے ان اعمال (صالحہ) کے بدلے جنھیں تم نے انجام دیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''إن في الجنة شجرة يسير الراكب الجواد المضمر السريع في ظلها مائة عام مايقطعها''(۲)۔

بیشک جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں ایک گھوڑ سوار عمدہ، چھریرے اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر سو برس

(۱) سورۃ المرسلات: ۴۱ تا ۴۳۔

(۲) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفۃ الجنۃ والنار، ۷/۲۵۶، حدیث نمبر: (۶۵۵۳)، مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا، باب ان فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ظلھا مائۃ عام لایقطعھا، ۴/۲۱۷۵، حدیث نمبر: (۲۸۲۶)۔

چلتا رہے گا پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔

۱۵-متقیوں کے لئے جنت میں بڑا اچھا ٹھکانہ ہوگا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هذا ذكر وإن للمتقين لحسن مآب جنات عدن مفتحة لهم الأبواب، متكئين فيها يدعون فيها بفاكهة كثيرة وشراب، وعندهم قاصرات الطرف أتراب، هذا ماتوعدون ليوم الحساب، إن هذا لرزقنا ما له من نفـــاد﴾(۱)۔

یہ نصیحت ہے اور یقین مانو کہ پرہیزگاروں کے لئے بڑی اچھی جگہ ہے۔(یعنی ہمیشگی والی) جنتیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ جن میں وہ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے طرح طرح کے میووں اور قسم قسم کی شرابوں کی فرمائشیں کر رہے ہوں گے۔ اور ان کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر حوریں ہوں گی۔ یہ وہ ہے جس کا

(۱) سورۃ ص: ۴۹ تا ۵۴۔

وعدہ تم سے حساب کے دن کے لئے کیا جاتا تھا۔ بیشک یہ ہماری روزی (یعنی ہمارا دیا ہوا عطیہ) ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

(٦) متقیوں سے اللہ کی محبت:

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿بلـــــــى من أوفى بعهده واتقى فإن الله يحب المتقين﴾ (١)۔

کیوں نہیں! البتہ جو شخص اپنا وعدہ پورا کرے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرے، تو اللہ تعالیٰ تقویٰ شعاروں سے محبت کرتا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن الله يحب المتقين﴾ (٢)۔

بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت فرماتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(١) سورۃ آل عمران: ٧٦۔

(٢) سورۃ التوبہ: ٤ و ٧۔

"إن الله يحب العبد التقي، الغني، الخفي" (١)۔

بیشک اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار، مالدار (بے نیازی کا اظہار کرنے والا)، پوشیدہ (گمنام) بندے سے محبت کرتا ہے۔

امام قرطبی اور امام نووی رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ: مالدار سے مراد 'نفس کی مالداری و بے نیازی' ہے، یہی اس کا پسندیدہ مفہوم ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ليس الغنى عن كثرة العرض، ولكن الغنى غنى النفس" (٢)۔

مالداری زیادہ ساز وسامان کی نہیں، بلکہ مالداری دراصل نفس کی مالداری و بے نیازی ہے۔

(١) صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، باب، ٤/ ٢٢٧٧، حدیث نمبر: ٢٩٦٥، بروایت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

(٢) متفق علیہ، بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الغنى غنى النفس، ٧/ ٢٨٨، حدیث نمبر: (٦٤٤٦) ومسلم، کتاب الزکاۃ، باب لیس الغنى عن کثرۃ العرض، ٢/ ٧٢٦، حدیث نمبر: (١٠٥١)۔

اور کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو شخص اللہ سے لو لگا کر (غیروں سے) بے نیاز ہو جائے اور اللہ کی متعین کردہ نوشتۂ تقدیر پر راضی وخوش ہو۔

اور 'پوشیدہ' سے مراد وہ گمنام ہے جو دنیا میں بلندی اور دنیوی عہدوں پر فائز ہونے کا خواہش مند نہ ہو۔

بعض روایات میں: **"إن الله يحب العبد التقي، الغني الحفي"** کے الفاظ آئے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ تقویٰ شعار، مالدار اور عالم بندے سے محبت کرتا ہے۔

"حفي" کے معنیٰ عالم کے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كأنك حفي عنها﴾(۱)۔

گویا کہ آپ اس کا علم رکھنے والے ہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ: رشتہ کو جوڑنے والے نیز ان پر اور ان کے علاوہ دیگر کمزوروں پر رحم کرنے والے ہیں اور ان کی ضرورتوں میں دوڑ دھوپ

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۸۷۔

کرنے والے ہیں(۱)۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح (لفظ) نقطہ کے ساتھ یعنی **"خفي"** ہے(۲)۔

(۷) دشمنوں کے مکروفریب اور ضرررسانی سے بے خوفی:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وإن تصبروا وتتقوا لا يضركم كيدهم شيئاً إن الله بما تعملون محيط﴾(۳)۔

اور اگر تم صبر کرو اور اللہ کا تقویٰ اپناؤ تو ان کی ساز باز تمہیں کچھ بھی نقصان نہ دے گی، اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(۸) آسمان سے نصرت ومدد کا نزول:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) دیکھئے: المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، للقرطبی، ۷/۱۲۰، وشرح النووی علی صحیح مسلم، ۱۷/۳۱۴۔

(۲) شرح النووی علی صحیح مسلم، ۱۷/۳۱۴۔

(۳) سورۃ آل عمران: ۱۲۰۔

﴿ولقد نصركم الله ببدر وأنتم أذلة فاتقوا الله لعلكم تشكرون، إذ تقول للمؤمنين ألن يكفيكم أن يمدكم ربكم بثلاثة آلاف من الملائكة منزلين، بلى إن تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة آلاف من الملائكة مسومين﴾(۱)۔

جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے‘ اس لئے اللہ ہی سے ڈرو تا کہ تمہیں شکرگزاری کی توفیق ہو۔ (اور یہ شکرگزاری باعث نصرت و امداد ہو) جب آپ مومنوں کو تسلی دے رہے تھے‘ کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا تمہیں کافی نہ ہوگا۔ کیوں نہیں‘ بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو اور یہ لوگ اسی دم تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۲۳ تا ۱۲۵۔

فرشتوں سے کرے گا جو نشان دار ہوں گے۔

(۹) تقویٰ ظلم وسرکشی اور اللہ کے بندوں کی ایذا رسانی سے روکنے کا باعث ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾(۱)۔

نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم وزیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے واقعہ میں فرمایا:

﴿فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشراً سوياً، قالت إني

(۱) سورۃ المائدہ: ۲۔

أعوذ بالرحمن منک إن کنت تقیاً﴾(۱)۔

توان کے پاس اپنی روح (حضرت جبریل علیہ السلام) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔ یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

(۱۰) اعمال صالحہ کی قبولیت:

ارشاد باری ہے:

﴿إنما یتقبل اللہ من المتقین﴾(۲)۔

بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی سے قبول فرماتا ہے۔

(۱۱) کامیابی کا حصول:

کیوں کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے کامیاب وکامراں ہوتا ہے اور جو اس کا تقویٰ ترک کردیتا ہے خسارہ سے دوچار ہوتا ہے نیز بہت سارے فوائد سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

---

(۱) سورۃ مریم: ۱۷، ۱۸۔

(۲) سورۃ المائدہ: ۲۷۔

﴿فاتقوا اللہ یا أولي الألباب لعلکم تفلحون﴾(۱)۔

لہٰذا اے عقلمند والو اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح وکامرانی سے ہمکنار ہو۔

(۱۲) گمراہی سے حفاظت:

تقویٰ، تقویٰ شعار کو ہدایت کے بعد گمراہی وکجروی سے محفوظ رکھتا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿وأن ھذا صراطي مستقیماً فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلک وصاکم بہ لعلکم تتقون﴾(۲)۔

بیشک یہ میرا سیدھا راستہ ہے لہٰذا اسی کی پیروی کرو اور دوسری راہوں کی اتباع نہ کرو کہ وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی، اللہ نے تمہیں اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔

اللہ اور اللہ کی جنت تک پہنچانے والا اللہ کا راستہ وہ ہے جسے اللہ نے

---

(۱) سورۃ المائدہ: ۱۰۰۔

(۲) سورۃ الانعام: ۱۵۳۔

اپنی کتاب (قرآن کریم) میں احکام، شرائع اور اخلاق کریمانہ کی صورت میں بتایا ہے، چنانچہ جس شخص نے اعتقادی، علمی، عملی اور قولی طور پر اللہ کے احکامات کی تعمیل کر کے اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کر کے اللہ کے راستہ کی پیروی کی وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا' اللہ کے تقویٰ شعار بندوں میں سے قرار پائے گا نیز گمراہی وانحراف سے محفوظ رہے گا (۱)۔

(۱۳) خوف وملال سے سلامتی:

چنانچہ جس نے اپنے آپ کو شرک اور کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا جسے اللہ نے اس پر حرام قرار دیا ہے' اور اپنے ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح کی' اس پر برائی کا کوئی خطرہ نہیں' اور نہ ہی وہ سابقہ چیزوں پر رنجیدہ ہوگا، اور جب خوف وملال نہ ہوگا تو مکمل امن اور دائمی فلاح وسعادتمندی حاصل ہوگی (۲)' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فمن اتقى و أصلح فلا خـــــوف عليهم ولا هم

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص۲۴۳۔

(۲) دیکھئے مصدر سابق: ص۲۵۰۔

یحزنون﴾ (۱)۔

جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اصلاح کی ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

(۱۴) برکتوں کا نزول:

تقویٰ آسمان وزمین سے برکتوں کے دہانے کھولنے کا سبب ہے' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض ولكن كذبوا فأخذناهم بما كانوا يكسبون﴾ (۲)۔

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں

(۱) سورۃ الاعراف: ۳۵۔

(۲) سورۃ الاعراف: ۹۶۔

پکڑلیا۔

نیز اللہ عزوجل نے اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے بارے میں فرمایا:

﴿ولو أنهم أقاموا التوراة والإنجيل وما أنزل إليهم من ربهم لأكلوا من فوقهم و من تحت أرجلهم منهم أمة مقتصدة و كثير منهم ساء ما كانوا يعملون﴾ (۱)۔

اور اگر یہ لوگ توراۃ وانجیل اور ان کی جانب جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے' ان کے پورے پابند رہتے تو اپنے اوپر سے اور پیروں تلے سے روزیاں پاتے اور کھاتے' ایک جماعت تو ان میں سے درمیانہ روش کی ہے' اور بقیہ ان میں زیادہ تر لوگ بہت ہی برے اعمال کرتے ہیں۔

(۱۵) اللہ کی رحمت کا حصول:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ورحمتي وسعت كل شيء فسأكتبها للذين يتقون

---

(۱) سورۃ المائدہ:۶۶۔

ويؤتون الزكاة والذين هم بآياتنا يؤمنون﴾ (۱)۔

اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے' تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

نیز اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وهذا كتاب مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون﴾ (۲)۔

یہ ایک بابرکت کتاب ہے لہٰذا اسی کی اتباع کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(۱۶) ولایت الٰہی سے سرفرازی:

تقویٰ اللہ عزوجل کی ولایت سے سرفرازی عطا کرتا ہے' ارشاد ہے:

﴿إن أولياؤه إلا المتقون ولكن أكثرهم لا

---

(۱) سورۃ الاعراف:۱۵۶۔

(۲) سورۃ الانعام:۱۵۵۔

يعلـــــمون﴾(۱)۔

بیشک اس (مسجد حرام) کے اولیاء (پاسبان) تو حقیقت میں متقی حضرات ہی ہیں لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وإن الظالمين بعضـــــهم أولياء بعض والله ولي المتقين﴾(۲)۔

بیشک ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ متقیوں کا دوست ہے۔

(۱۷) تمیز حق وباطل کی توفیق:

تقویٰ، متقی کو حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا إن تتقوا الله يجعل لكن فرقاناً

(۱) سورۃ الانفال:۳۴۔

(۲) سورۃ الجاثیہ:۱۹۔

ويكفر عنكم سيئاتكم ويغفر لكم والله ذو الفضل العظيم﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کریمہ میں) بیان فرمایا کہ جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اسے چار عظیم چیزیں حاصل ہوں گی، ان میں سے ہر ایک دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے:

پہلی چیز: 'فرقان' یعنی وہ علم و ہدایت جس سے سرفراز مند ہدایت و ضلالت، حق وباطل اور حلال وحرام کے درمیان فرق وامتیاز کرے گا۔

دوسری اور تیسری چیز: برائیوں کا کفارہ اور گناہوں کی بخشش، مطلق ذکر کئے جانے کی صورت میں دونوں چیزیں ایک دوسرے میں داخل ہوتی ہیں، اور اکٹھا ذکر کئے جانے کی صورت میں (تکفیر السیئات) کی تفسیر صغیرہ گناہوں سے اور (مغفرۃ الذنوب) کی تفسیر کبیرہ گناہوں کی بخشش سے کی

(۱) سورۃ الانفال:۲۹۔

جاتی ہے۔

چوتھی چیز: عظیم اجر اور بے پناہ ثواب (۱)۔

اللہ کا ارشاد ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وآمنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نوراً تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم﴾ (۲)۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نیز اللہ کا ارشاد ہے:

﴿أومن كان ميتاً فأحييناه وجعلنا له نوراً يمشي به في

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۲۸۱۔

(۲) سورۃ الحدید: ۲۸۔

الناس كمن مثله في الظلمات ليس بخارجٍ منها كذلك زين للكافرين ما كانوا يعملون﴾ (۱)۔

کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا، پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اسے ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے، کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا، اسی طرح کافروں کو ان کے اعمال خوشنما معلوم ہوا کرتے ہیں۔

(۱۸) شیطان سے تحفظ:

تقویٰ شیطان لعین کی ضرر رسانی سے انسان کی حمایت کرتا ہے، چنانچہ متقی اپنی ذات پر اللہ کے واجبات کو یاد کرتا ہے، دیکھتا ہے اور اللہ سے استغفار کرتا ہے، ارشاد باری ہے:

﴿إن الذين اتقوا إذا مسهم طائف من الشيطان

(۱) سورۃ الانعام: ۱۲۲۔

تذکروا فإذا هم مبصرون﴾(۱)۔

بیشک جولوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی خطرہ آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں' سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

(۱۹) دنیوی زندگی اور آخرت میں بشارت:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ألا إن أولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون، الذين آمنوا وكانوا يتقون، لهم البشرى في الحياة الدنيا و في الآخرة لا تبديل لكلمات الله ذلك هو الفوز العظيم﴾(۲)۔

یادرکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ان

(۱) سورۃ الاعراف:۲۰۱۔

(۲) سورۃ یونس:۶۲ تا ۶۴۔

کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے' اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی' یہ بڑی کامیابی ہے۔

رہی' دنیا میں بشارت' تو وہ اچھی تعریف' مومنوں کے دلوں میں محبت' سچا خواب (۱)' بندے پر اللہ کا لطف وکرم' اسے اچھے اعمال واخلاق کی توفیق اور برے اخلاق سے اس کا تحفظ وغیرہ ہیں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آدمی بھلائی کا عمل کرتا ہے' لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں اس سلسلہ میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا:

''**تلک عاجل بشری المؤمن**''(۲)۔

یہ مومن کی فوری خوشخبری ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ جلد خیر عطا کرنے والی خوشخبری ہے جو اس سے اللہ کے

(۱) دیکھئے: صحیح مسلم، کتاب الرؤیا، ۴/۱۷۷۴، حدیث نمبر: (۲۲۶۳، ۲۲۶۴)۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب اذا اثنی علی الصالح فھی بشری ولا تضرہ، ۴/۲۰۳۴، حدیث نمبر: (۲۶۴۲)۔

راضی وخوش ہونے اور محبت کرنے کی دلیل ہے' چنانچہ مخلوق کے نزدیک بھی اللہ اسے محبوب بنا دیتا ہے... یہ سب کچھ اس شرط کے ساتھ کہ لوگوں کی مدح وستائش میں اس کا ذاتی دخل نہ ہو ورنہ تعریف کی خاطر کسی بھی قسم کا تعرض مذموم ہے(۱)۔

اور رہی 'آخرت میں بشارت' تو سب سے پہلی بشارت ان کی روح قبض کرنے کے وقت ہوگی' جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة ألا تخافوا ولا تحزنوا وأبشروا بالجنة التي كنتم توعدون﴾(۲)۔

واقعی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو بلکہ اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم سے وعدہ

(۱) شرح النووی علی صحیح مسلم، ۱۶/ ۴۲۸۔

(۲) سورۃ حم السجدہ: ۳۰۔

کیا گیا ہے۔

اور 'قبر میں بشارت' اللہ کی رضا وخوشنودی اور دائمی نعمت کی ہوگی' اور آخرت میں بشارت کا اختتام' نعمتوں بھرے باغات میں داخلہ اور دردناک عذاب سے نجات پر ہوگا(۱)۔

(۲۰) اجر وثواب کی حفاظت:

کیونکہ جو شخص اللہ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرے گا' اطاعت کے کاموں پر' حرام کاموں سے اور اللہ عزوجل کی المناک قضا وقدر پر صبر کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب ضائع نہ کرے گا، ارشاد باری ہے:

﴿إنه من يتق ويصبر فإن الله لا يضيع أجر المحسنين﴾(۲)۔

بیشک جو اللہ سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے' تو اللہ نیک کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن، للسعدی، ص ۳۲۴، نیز دیکھئے: قدیم ایڈیشن، ۳/ ۳۶۷۔

(۲) سورۃ یوسف: ۹۰۔

(۲۱) دنیا وآخرت کی نیک انجامی:

متقیوں کے لئے دنیا وآخرت میں نیک انجام ہوگا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وأمر أهلک بالصلاة واصطبر عليها لا نسألک رزقاً نحن نرزقک والعاقبة للتقویٰ﴾(۱)۔

اپنے گھرانے والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر جمے رہو، ہم تم سے روزی نہیں مانگتے، بلکہ ہم خود تجھے روزی دیتے ہیں، نیک انجام تقویٰ ہی کا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قال موسیٰ لقومه استعينوا بالله واصبروا إن الأرض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين﴾(۲)۔

موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سہارا حاصل کرو اور صبر کرو، یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اپنے بندوں میں

---

(۱) سورۃ طہٰ:۱۳۲۔

(۲) سورۃ الاعراف:۱۲۸۔

سے جس کو چاہے وہ مالک بنادے اور نیک انجام متقیوں ہی کے لئے ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿فاصبر إن العاقبة للمتقين﴾(۱)۔

لہٰذا آپ صبر کرتے رہئے یقیناً انجام کار متقیوں ہی کے لئے ہے۔

مزید ارشاد ہے:

﴿تلک الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علواً في الأرض ولا فساداً والعاقبة للمتقين﴾(۲)۔

آخرت کا یہ گھر ہم انہی کے لئے مقرر کردیتے ہیں جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں، اور نیک انجام کار متقیوں کے لئے ہے۔

نبی کریم ﷺ نیک انجام کی دعا کیا کرتے تھے، چنانچہ فرماتے تھے:

---

(۱) سورۃ ھود:۴۹۔

(۲) سورۃ القصص:۸۳۔

"اللهم أحسن عاقبتنا في الأمور كلها وأجرنا من خزي الدنيا و عذاب الآخرة"(۱)۔

اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارے انجام کو سنوار دے اور دنیا کی رسوائی اور قبر کے عذاب سے ہماری حفاظت فرما۔

(۲۲) دنیا و آخرت کی فلاح وکامرانی:

متقیوں کو دنیا و آخرت میں فلاح و کامرانی نصیب ہوگی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ومن يطع الله و رسوله ويخش الله و يتقه فأولئک هم الفائزون﴾(۲)۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اور اللہ سے

(۱) مسند احمد، ۴/۱۸۱ و المعجم الکبیر للطبرانی، ۲/۳۳، حدیث نمبر: (۱۱۹۶، ۱۱۹۷) امام ہیثمی مجمع الزوائد (۱۰/۱۷۸) میں فرماتے ہیں: "مسند احمد کے اور معجم طبرانی کی ایک سند کے راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔

(۲) سورۃ النور: ۵۲۔

ڈرے اور اس کا تقویٰ اختیار کرے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

(۲۳) مومن کے لئے طغرۂ امتیاز:

تقویٰ مومنوں اور بدکاروں کے درمیان فرق و امتیاز کرتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿أم نجعل الذين آمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الأرض أم نجعل المتقين كالفجار﴾(۱)۔

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کردیں گے جو (ہمیشہ) زمین میں فساد مچاتے رہے، یا پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کردیں گے؟

نیز ارشاد ہے:

(۱) سورۃ ص: ۲۸۔

﴿أم حسب الذين اجترحوا السيئات أن نجعلهم كالذين آمنوا وعملوا الصالحات سواءً محياهم و مماتهم ساء مايحكمون﴾(۱)۔

کیا ان لوگوں کو جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے' برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إن للمتقين عند ربهم جنات النعيم، أفنجعل المسلمين كالمجرمين، مالكم كيف تحكمون﴾(۲)۔

پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں۔ کیا ہم مسلمانوں کو مثل گناہ گاروں کے کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے' کیسے فیصلے کر رہے ہو؟

---

(۱) سورۃ الجاثیہ:۲۱۔

(۲) سورۃ القلم:۳۴ تا ۳۶۔

چنانچہ اللہ عزوجل' اللہ کا حکم بجالانے' اس کے منع کردہ امور سے دور رہنے والے متقیوں کو زمین میں فساد مچانے والوں اور کثرت سے گناہ کر کے اپنے پروردگار کے حقوق میں کوتاہی کرنے والوں کی طرح ہرگز نہ بنائے گا' کیونکہ اللہ عزوجل کی حکمت کے منافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزاروں' اپنے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں اور اپنی مرضیات کے پیروکار متقی بندوں کو ان جرم پیشہ افراد کی طرح کر دے جو اللہ کی نافرمانیوں اور اللہ کی آیتوں کے انکار میں جا واقع ہوئے۔ اور جس کا یہ گمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ان سبھوں کو دنیا و آخرت میں برابر کر دے گا اس نے بڑا برا فیصلہ کیا' اس کا فیصلہ باطل اور اس کی رائے فاسد ہے، کیونکہ واقعی اور قطعی فیصلہ یہ ہے کہ عمل کے مطابق تمام مومنوں متقیوں کو دیر سویر (یعنی دنیا و آخرت میں) نصرت' کامیابی اور سعادت مندی حاصل ہوگی اور تمام مجرم گناہ گاروں کو دنیا و آخرت میں غضب' توہین' عذاب اور بدبختی سے دوچار ہونا پڑے گا(۱)۔

---

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان للسعدی ص:۷۷۲، ۸۱۵۔

(۲۴) تقویٰ اللہ کے شعائر کی تعظیم کا سبب ہے:

کیونکہ اللہ کے شعائر دین کے روشن منارے ہیں' ان کی تعظیم' ان کے احترام سے' ان کی ادائیگی اور بندے کی استطاعت کے مطابق ان کی تکمیل سے ہوتی ہے' اور اس تعظیم کا صدور دلوں کے تقویٰ سے ہوتا ہے' کیونکہ ان کی تعظیم کرنے والا دراصل اپنے تقویٰ اور ایمان کی صحت کی شہادت دیتا ہے' کیونکہ ان (شعائر) کی تعظیم اللہ کی تعظیم وتکریم کے تابع ہے(۱)۔

ارشاد باری ہے:

﴿ومن يعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب﴾ (۲)۔

اور جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ کی جانب سے ہے۔

(۲۵) اعمال کی درستی اور قبولیت:

تقویٰ ہی سے اعمال درست اور قبولیت سے سرفراز ہوتے ہیں' اللہ

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۴۸۷۔

(۲) سورۃ الحج: ۳۲۔

عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولاً سديداً يصلح لكم أعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظيماً﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور راست گوئی سے کام لو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے اور تمہارے گناہ بخش دے، اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے وہ بڑی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگیا۔

چنانچہ اللہ نے خفیہ وعلانیہ طور پر تقویٰ کا حکم دیا ہے اور اس میں سے راست گوئی کو خاص قرار دیا ہے اور یہ راست گوئی یقین کی دشواری کے وقت وہ بات ہے جو حق وصداقت کے مطابق یا اس سے قریب ہو' جیسے تلاوت قرآن' ذکر' بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا' علم سیکھنا اور سکھانا' علمی مسائل میں درستگی تک پہنچنے کی خواہش وجستجو اور نرم ونازک گفتگو وغیرہ۔

(۱) سورۃ الاحزاب: ۷۰، ۷۱۔

اس کے نتیجہ میں عمل کی درستی اور گناہوں کی بخشش حاصل ہوتی ہے' الغرض تقویٰ سے تمام امور درست ہوجاتے ہیں اور ہر برائی ختم ہوجاتی ہے(۱)۔

(۲۶) تقویٰ اللہ عزوجل کے پاس اعزاز واکرام کا سبب ہے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿یا أیها الناس إنا خلقناکم من ذکر وأنثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن أکرمکم عند الله أتقاکم إن الله علیم خبیر﴾ (۲)۔

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو کنبے اور قبیلے بنادیئے ہیں' اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے' بیشک اللہ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۶۲۰۔

(۲) سورۃ الحجرات: ۱۳۔

چنانچہ لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے' اور سب سے زیادہ تقویٰ شعار وہ ہے جو اللہ کا سب سے زیادہ اطاعت گزار اور گناہوں سے دور ہو' نہ کہ وہ جو سب سے زیادہ کنبے قرابت والا ہو اور نہ وہ جو سب سے اعلیٰ حسب ونسب والا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر رکھنے والا ہے وہ ظاہری و باطنی طور پر اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور نہ کرنے والوں کو بخوبی جانتا ہے' دونوں کو ان کے استحقاق کے مطابق بدلہ عطا فرمائے گا(۱)۔

(۲۷) تقویٰ کے ذریعہ ہر دشواری' پریشانی اور مصیبت سے نجات اور سبیل حاصل ہوتی ہے نیز اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ متقی کو ایسے راستے سے روزی عطا فرماتا ہے جس کا اسے وہم وگمان اور تصور بھی نہیں ہوتا:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی الله فهو حسبه إن الله بالغ

(۱) دیکھئے: تیسیر الکریم الرحمٰن في تفسیر کلام المنان للسعدی، ص: ۷۴۵۔

أمره قد جعل الله لكل شيء قدراً﴾(۱)۔

اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو اور جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا' اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا' اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

(۲۸) تقویٰ کے ذریعہ معاملات میں آسانی حاصل ہوتی ہے:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ومن يتق الله يجعل له من أمره يسراً﴾(۲)۔

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے (ہر) کام میں آسانی کردے گا۔

چنانچہ جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے سارے معاملات

---

(۱) سورۃ الطلاق:۲،۳۔

(۲) سورۃ الطلاق:۴۔

آسان کردے گا اور اس کی ہر دشواری کو سہل بنادے گا۔

(۲۹) تقویٰ سے متقی کے گناہ معاف اور اجر وثواب دوبالا ہوتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له أجراً﴾(۱)۔

اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹادے گا اور اسے بڑا بھاری اجر دے گا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ولو أن أهل الكتاب آمنوا واتقوا لكفرنا عنهم سيئاتهم ولأدخلناهم جنات النعيم﴾(۲)۔

اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان کی تمام برائیاں معاف فرما دیتے اور ضرور انہیں راحت وآرام کی

---

(۱) سورۃ الطلاق:۵۔

(۲) سورۃ المائدہ:۶۵۔

جنتوں میں لے جاتے۔

(۳۰) تقویٰ متقیوں کو ہدایت یابی اور نصیحت مندی عطا کرتا ہے:

کیونکہ اللہ کی آیتوں سے وہی لوگ استفادہ کرتے ہیں' چنانچہ یہ آیتیں انہیں ہدایت کی راہ دکھاتی ہیں' انہیں نصیحت کرتی ہیں اور انہیں ضلالت کی راہ سے روکتی ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين﴾ (۱)۔

عام لوگوں کے لئے تو یہ (قرآن) بیان ہے اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ونصیحت ہے۔

اور فرمان باری تعالیٰ: **﴿هـــذا بيان للناس..﴾** یعنی اس قرآن کو اللہ نے سارے لوگوں کے لئے عمومی طور پر بیان' اور متقیوں کے لئے خصوصی طور پر ہدایت ونصیحت کا ذریعہ بنایا ہے، یہ حسن اور قتادہ رحمہا اللہ کا قول ہے (۲)' اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہی بات جزم کے ساتھ

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۸۔

(۲) جامع البیان عن تاویل آی القرآن، للطبری ۷/۲۳۲۔

کہی ہے (۱)، اور کہا گیا ہے کہ **﴿هذا﴾** سے (درج ذیل) پچھلی آیت کی طرف اشارہ ہے:

﴿قد خلت من قبلـــكم سنن فسيروا في الأرض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين﴾ (۲)۔

تم سے پہلے بھی اس طرح کے واقعات گزر چکے ہیں' سو زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ (آسمانی تعلیم کے) جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟۔

علامہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ دونوں معانی حق اور درست ہیں'' (۳)۔

میں عرش عظیم کے رب اللہ عظیم و برتر سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے اور تمام مومنوں کو ان تمام ثمرات سے سرفراز مند متقی بندوں میں شامل فرمائے' کہ وہ ہر چیز پر قادر اور قبولیت کا مستحق ہے۔

---

(۱) دیکھئے: تفسیر القرآن العظیم، ۱/۳۸۶۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۳۷، امام ابن جریر نے یہی قول اختیار کیا ہے، دیکھئے: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، ۷/۲۳۲۔

(۳) تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، للسعدی، ص ۱۱۷۔

دوسرا مبحث:

گناہوں کی تاریکیاں اور ان کے نقصانات

پہلا مطلب: گناہوں کا مفہوم اور ان کے نام

اولاً: گناہوں کا مفہوم:

معاصی (گناہوں) کی لغوی تعریف:

عصیان (معصیت) اطاعت کی ضد ہے' کہا جاتا ہے: "**عصى العبد ربه**"، جب بندہ اللہ کے حکم کی مخالفت کرے' اور کہا جاتا ہے: "**عصى فلان أميره' يعصيه عصياً وعصياناً ومعصيةً**"، جب کوئی شخص اپنے امیر کی اطاعت نہ کرے' چنانچہ وہ (عاصی) گناہ گار قرار پائے گا (۱)، اللہ عزوجل

---

(۱) لسان العرب، لابن منظور، باب یاء، فصل عین، مادہ "عصا"، ۱۵/ ٦٧۔

کا ارشاد ہے:

﴿**وكره إليكم الكفر والفسوق والعصيان**﴾ (۱)۔

اور اللہ عزوجل نے تمہارے نزدیک کفر' فسق اور نافرمانی کو ناپسند بنا دیا ہے۔

امام جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عصیان تابعداری ترک کر دینے کا نام ہے" (۲)۔

معاصی (گناہوں) کی اصطلاحی تعریف:

شرعی اصطلاح میں معاصی' حکم کردہ امور کو چھوڑ دینے اور منع کردہ امور کو انجام دینے کا نام ہے۔

معلوم ہوا کہ معاصی اللہ یا اس کے رسول ﷺ کے حکم کردہ ظاہر و پوشیدہ اقوال' اعمال اور مقاصد کے ترک کرنے اور اللہ یا اس کے رسول ﷺ کی منع کردہ ظاہر و پوشیدہ اقوال' اعمال اور مقاصد کی انجام دہی

---

(۱) سورۃ الحجرات: ۷۔

(۲) التعریفات للجرجانی، ص ۱۹۵۔

کو کہتے ہیں(۱)۔

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ومن يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها وله عذاب مهين﴾ (۲)۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' ایسوں ہی کے لئے رسواکن عذاب ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وما كان لمؤمن ولا مؤمنة إذا قضى الله ورسوله أمراً أن يكون لهم الخيرة من أمرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالاً مبيناً﴾ (۳)۔

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی لابن القیم، ص۲۲۱، والمعاصی وأثرها علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص۳۰۔

(۲) سورۃ النساء:۱۴۔

(۳) سورۃ الاحزاب:۳۶۔

اور کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ومن يعص الله و رسوله فإن له نار جهنم خالدين فيها أبداً﴾ (۱)۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

ثانیاً: معاصی (گناہوں) کے نام:

معصیت کے معنیٰ میں بہت سارے الفاظ وارد ہوئے ہیں' چند الفاظ درج ذیل ہیں:

۱- فسق وعصیان:

---

(۱) سورۃ الجن:۲۳۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وکرہ إلیکم الکفر والفسوق والعصیان أولئک ھم الراشدون﴾(۱)۔

اور اللہ عزوجل نے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو ناپسند بنا دیا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

۲- حوب:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وآتوا الیتامیٰ أموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تأکلوا أموالھم إلی أموالکم إنه کان حوباً کبیراً﴾(۲)۔

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاک اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر

---

(۱) سورۃ الحجرات: ۷۔

(۲) سورۃ النساء: ۲۔

نہ کھاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

۳- ذنب: اللہ عزوجل نے قوم لوط، مدین، عاد، ثمود، قارون، فرعون اور ہامان کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

﴿فکلاً أخذنا بذنبه فمنھم من أرسلنا علیه حاصباً ومنھم من أخذته الصیحة ومنھم من خسفنا به الأرض ومنھم من أغرقنا وماکان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا أنفسھم یظلمون﴾(۱)۔

تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کی پاداش میں گرفتار کر لیا، ان میں سے بعض پر ہم نے پتھروں کی بارش برسا دی اور ان میں سے بعض کو زوردار سخت آواز نے دبوچ لیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے بعض کو ہم نے ڈبا دیا، اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ ان پر ظلم کرے بلکہ یہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

---

(۱) سورۃ العنکبوت: ۴۰۔

۴-خطیہ:

برادران یوسف علیہ السلام کے قول کو ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قالوا يا أبانا استغفرلنا ذنوبنا إنا كنا خاطئين﴾(۱)۔

انھوں نے کہا اے ابا جان! آپ ہمارے لئے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے بیشک ہم قصوروار ہیں۔

۵-سیئہ:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن الحسنات يذهبن السيئات﴾(۲)۔

بیشک نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں۔

۶-اثم:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ یوسف:۹۷۔

(۲) سورۃ ھود:۱۱۴۔

﴿قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغي بغير الحق وأن تشركوا بالله مالم ينزل به سلطاناً وأن تقولوا على الله ما لاتعلمون﴾(۱)۔

آپ فرمائیے کہ بیشک میرے رب نے علانیہ و پوشیدہ فواحش، ہر گناہ کی بات، ناحق کسی پر ظلم کرنے اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگادو جس کو تم نہیں جانتے (ان تمام چیزوں کو) حرام قرار دیا ہے۔

۷-فساد:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إنما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الأرض فساداً أن يقتلوا أويصلبوا أو تقطع أيديهم وأرجلهم من خلاف أو ينفوا من الأرض ذلك لهم

(۱) سورۃ الاعراف:۳۳۔

خزي في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم﴾(۱)۔

جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت وخواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔

۸- عتو:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فلما عتوا عما نهـــــــوا عنه قلنا لهم كونوا قردة خاسئين﴾(۲)۔

تو جب وہ، جس کام سے انہیں روکا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے

---

(۱) سورۃ المائدۃ:۳۳۔

(۲) سورۃ الاعراف:۱۶۶۔

تو ہم نے انہیں کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

دوسرا مطلب: معاصی کے اسباب

گناہوں کے سرزد ہونے کے بہت سے اسباب ہیں، اور اس کی کثرت وقلت کے بھی اسباب ہیں، یہ اسباب دو قسم کے ہیں:

پہلی قسم: ابتلاء وآزمائش:

اس کی (حسب ذیل) کئی نوعیتیں ہیں:

(۱) بھلائی وبرائی کے ذریعہ آزمائش:

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ونبلوكم بالشر والخير فتنةً وإلينا ترجعون﴾(۱)۔

ہم بطور ابتلاء وآزمائش تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آسانی وپریشانی، صحت وبیماری، مالداری و محتاجی، حلال وحرام، اطاعت ومعصیت اور ہدایت وگمراہی کے ذریعہ آزماتا ہے،

---

(۱) سورۃ الانبیاء:۳۵۔

خیر وبھلائی سے یوں آزماتا ہے کہ کیا بندہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے یا نہیں، اور شر وبرائی سے یوں آزماتا ہے کہ وہ اس کی تکلیف پر صبر کرتا ہے یا نہیں(۱)۔

(۲) مال واولاد کے ذریعہ آزمائش:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إنما أموالكم وأولادكم فتنة والله عنده أجر عظيم﴾(۲)۔

تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔

چنانچہ مال واولاد فتنہ یعنی اللہ کی جانب سے مخلوق کی ابتلاء وآزمائش کا سبب ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اطاعت گزاروں اور گنہ گاروں کو جان لے(۳)۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''تم میں کوئی شخص ہرگز یہ

(۱) دیکھئے: جامع البیان عن تاویل آی القرآن، للطبری، ۱۸/۴۴۰۔

(۲) سورۃ التغابن: ۱۵۔

(۳) دیکھئے: تفسیر القرآن العظیم، لابن کثیر، ۴/۳۷۶۔

دعا نہ کرے کہ ''اے اللہ میں فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں'' کیونکہ تم میں سے ہر شخص فتنہ میں مبتلا ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إنما أموالكم وأولادكم فتنة﴾۔

تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔

بلکہ تم میں سے جو بھی شخص پناہ مانگے تو گمراہ کن فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگے(۱)۔

(۳) کبھی کبھار فتنہ (سابقہ) فتنوں سے عام ہوتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وجعلنا بعضكم لبعض فتنةً أتصبرون وكان ربك بصيراً﴾(۲)۔

اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے، کیا تم صبر کروگے؟ تیرا رب سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

(۱) اغاثۃ اللھفان، لابن القیم، ۲/۱۶۰۔

(۲) سورۃ الفرقان: ۲۰۔

یہ اور انہی جیسے دیگر فتنے آزمائش میں کامیابی کے وقت نجات کا سبب ہوتے ہیں اور آزمائش میں ناکامی کے وقت گناہوں اور ہلاکت و بربادی کا سبب ہوتے ہیں۔ ہم اللہ عزوجل سے توفیق، معافی اور دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

دوسری قسم: گناہوں میں مبتلا ہونے کے اسباب:

چند اسباب حسب ذیل ہیں:

۱-اللہ عزوجل پر ایمان و یقین کی کمزوری اور اس سے لاعلمی و جہالت کیونکہ اللہ کا مراقبہ نہ کرنا، اس سے نہ ڈرنا، اس سے محبت نہ کرنا، اس کی خشیت نہ اپنانا اور اس کی تعظیم نہ کرنا انسان کو اللہ کے وعد و وعید کے استخفاف (معمولی سمجھنے) کا عادی بنا دیتا ہے اور اللہ عزوجل سے کوئی چیز مخفی و پوشیدہ نہیں، ارشاد باری ہے:

﴿يعلم خائنة الأعين وماتخفي الصدور﴾(۱)۔

اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں چھپے رازوں کو

(۱) سورۃ غافر (المومن): ۱۹۔

بھی جانتا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿الذي يراک حين تقوم وتقلبک في الساجدين﴾(۱)۔

جو تجھے دیکھتا رہتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان تیرا گھومنا پھرنا بھی۔

۲-شبہات: امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فتنوں کی دو قسمیں ہیں: ایک شبہات کا فتنہ جو کہ دونوں میں سے عظیم تر ہے اور دوسرے شہوات (خواہشات) کا فتنہ، کبھی بندہ دونوں فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی ایک میں''(۲)۔

چنانچہ شبہات کا فتنہ بصیرت کی کمزوری، علم کی کمی، نیت کی خرابی، خواہش نفس کا حصول اور فاسد سمجھ سے وجود پاتا ہے اور کبھی جھوٹی خبر سے، کبھی

(۱) سورۃ الشعراء: ۲۱۸، ۲۱۹۔

(۲) اغاثۃ اللھفان مصاید الشیطان، ۲/۱۶۵۔

ثابت شدہ حق سے لاعلمی کی بنا پر اور کبھی فاسد غرض اور خواہش نفس کی اتباع سے' الغرض شبہات کا فتنہ بصیرت کے اندھے پن اور ارادہ کی خرابی کے سبب ہوتا ہے(۱)۔

۳-شہوات (خواہشات نفس): اللہ تعالیٰ نے شبہات اور خواہشات نفس کو درج ذیل آیت کریمہ میں اکٹھا بیان فرمایا ہے:

﴿كالذين من قبلكم كانوا أشد منكم قوة وأكثر أموالاً وأولاداً فاستمتعوا بخلاقهم فاستمتعتم بخلاقكم كما استمتع الذين من قبلكم بخلاقهم وخضتم كالذي خاضوا﴾(۲)۔

ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے تھے' وہ تم سے زیادہ قوت والے اور زیادہ مال و اولاد والے تھے تو انھوں نے اپنے دنیوی نصیبہ سے فائدہ اٹھالیا تو تم نے بھی اپنے حصہ سے فائدہ اٹھالیا جس طرح تم

(۱) دیکھئے: اغاثۃ اللھفان من مصاید الشیطان، لابن القیم، ۲/۱۶۶۔

(۲) سورۃ التوبہ: ۶۹۔

سے پہلے لوگ اپنے حصے سے لطف اندوز ہوئے تھے اور تم بھی اسی طرح دنیا میں مست و مگن رہے جس طرح وہ مست رہے تھے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''یعنی انھوں نے دنیا اور دنیا کی رنگینیوں سے اپنے حصہ کا لطف اٹھالیا' اور ﴿خلاق﴾ کے معنیٰ مقدر کردہ نصیبہ کے ہیں' اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وخضتم كالذي خاضوا﴾ یعنی تم اسی طرح دنیا میں مست و مگن رہے جس طرح وہ مست رہے تھے' یہ باطل یعنی شبہات میں پڑنا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا جن سے دلوں اور دینوں کی بربادی ہوتی ہے، یعنی دنیوی ساز وسامان میں مست و مگن رہنا اور باطل میں پڑنا' کیونکہ دین کی خرابی یا تو باطل اعتقاد اور اس کے پرچار کرنے یا صحیح علم کے خلاف عمل کرنے سے ہوتی ہے، پہلی چیز بدعت اور اس کے متعلقات ہیں اور دوسری چیز اعمال کی خرابی' چنانچہ پہلی خرابی شبہات کی جانب سے جبکہ دوسری خرابی خواہشات نفس کی جانب سے ہوتی ہے(۱)۔

(۱) اغاثۃ اللھفان، لابن القیم، ۲/۱۶۶۔

شبہات کے فتنہ کو یقین سے اور خواہشات نفس کے فتنہ کو صبر کے ذریعہ دفع کیا جاتا ہے، اسی لئے اللہ عز وجل نے دین کی امامت صبر ویقین پر موقوف قرار دیا ہے' ارشاد باری ہے:

﴿وجعلنا منهم أئمة يهدون بأمرنا لما صبروا وكانوا بآياتنا يوقنون﴾(۱)۔

اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے' اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ صبر ویقین سے دین میں امامت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ عقل وصبر کے کمال سے شہوت کے فتنہ کا اور بصیرت ویقین کے کمال سے شبہات کے فتنے کا مقابلہ کیا جاتا ہے(۲)۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ خواہشات حلال اور جائز ہوتے ہیں

(۱)سورۃ السجدہ:۲۴۔

(۲)اغاثۃ اللھفان، لابن القیم، ۲/۱۶۷۔

اور کچھ حرام' حلال خواہشات وہ ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال قرار دیا ہے اور حرام خواہشات وہ ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔

۴-شیطان گناہوں میں واقع ہونے کا سب سے عظیم سبب ہے' کیونکہ وہ انسان کا بدترین دشمن ہے' اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿إن الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدواً إنما يدعو حزبه ليكونوا من أصحاب السعير﴾(۱)۔

یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے' تم اسے دشمن ہی جانو' وہ اپنے گروہ کو محض اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی ہو جائیں۔

شیاطین دو قسم کے ہوتے ہیں: انسانوں کے شیاطین اور جنوں کے شیاطین، اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿وكذلك جعلنا لكل نبي عدواً شياطين الإنس

(۱)سورۃ فاطر:۶۔

والجن يوحي بعضـــــهم إلى بعض زخرف القول غـــــروراً﴾(۱)۔

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ انسان اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعض کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تا کہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں۔

انسانوں کے شیاطین سے بچنے کا راستہ ان کے ساتھ حسن سلوک، اچھی طرح سے دفع اور برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا ہے۔

رہے جناتوں کے شیاطین تو ان سے بچنے کا راستہ ان سے اللہ کی پناہ مانگنا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وإما ينزغنک من الشيطان نزغ فاستعذ بالله إنه هو السميع العليم﴾(۲)۔

اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو،

---

(۱) سورۃ الانعام:۱۱۲۔

(۲) سورۃ حم السجدہ:۳۶۔

یقیناً وہ بہت ہی سننے والا جاننے والا ہے۔

اور شیطان انسان کو سات گھاٹیوں میں سے کسی ایک گھاٹی میں گرفتار کرنا چاہتا ہے، یہ گھاٹیاں بعض بعض سے زیادہ دشوار گزار ہیں، شیطان دشوار ترین گھاٹی سے کمتر کی طرف اسی صورت میں تنازل کرتا ہے جب انسان کو اس (دشوار ترین) گھاٹی میں گرفتار کرنے میں ناکام ہوتا ہے:

پہلی گھاٹی: اللہ عزوجل، اس کے دین، اس کی ملاقات، اس کے اوصاف کمال اور اس کی بابت اس کے رسولوں کی دی ہوئی خبروں کے ساتھ کفر و شرک کی گھاٹی: کیونکہ اگر وہ اس گھاٹی میں انسان کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اس کی عداوت کی آگ سرد پڑ جاتی ہے اور وہ مطمئن ہو جاتا ہے، اور اگر بندہ اس گھاٹی سے نجات پالیتا ہے تو وہ دوسری گھاٹی میں اس کے درپے ہوتا ہے۔

دوسری گھاٹی: بدعت کی گھاٹی: خواہ وہ اس حق کے خلاف عقیدہ رکھنا ہو جسے دے کر اللہ عزوجل نے اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے یا اللہ کے دربار میں غیر مقبول، دین اسلام میں ایجاد کردہ بدعات کے ذریعہ اللہ کی

بندگی کرنا ہو جن کا اللہ نے حکم نہیں دیا ہے، اب اگر اللہ تعالیٰ بندہ کو اس گھاٹی
سے بچ نکلنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے تو شیطان اسے تیسری گھاٹی میں تلاش
کرتا ہے۔

تیسری گھاٹی: کبیرہ گناہوں کی گھاٹی: اگر شیطان کا اس گھاٹی میں
انسان پر بس چلتا ہے تو وہ اس گھاٹی کو اس کے لئے مزین و آراستہ کر کے
اور اس کی نگاہ میں سنوار کر پیش کرتا ہے' اگر بندہ اس گھاٹی کو بھی اللہ کی
توفیق سے طے کر لیتا ہے تو وہ اسے چوتھی گھاٹی میں تلاش کرتا ہے۔

چوتھی گھاٹی: صغیرہ گناہوں کی گھاٹی: کہ شیطان انسان کے لئے بڑے
عظیم آلات پیمائش سے صغیرہ گناہوں کو تولتا ہے اور مسلسل ان کے معاملہ کو
اس پر آسان اور کمتر بناتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے'
نتیجہ یہاں تک جا پہنچتا ہے کہ خوف و ندامت کرنے والا کبیرہ گناہوں کا
مرتکب بھی اس سے بہتر ہوتا ہے' کیونکہ مسلسل صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنا
کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے بدتر ہے' توبہ و استغفار سے کوئی گناہ کبیرہ نہیں
رہتا (اسی طرح) اصرار (ہمیشگی) سے کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا، اگر انسان

اس گھاٹی سے نجات پا لیتا ہے تو شیطان اسے پانچویں گھاٹی میں تلاش
کرتا ہے۔

پانچویں گھاٹی: مباح اور جائز امور کی گھاٹی جن میں کوئی حرج نہیں: کہ
شیطان ان میں مشغول کر کے کثرت سے نیکیاں اکٹھا کرنے اور آخرت
کے لئے توشہ جمع کرنے کی کوشش سے روکتا ہے پھر اسے ڈھیل دے کر
سنتوں کے چھوڑنے اور پھر رفتہ رفتہ فرائض وواجبات کے ترک کرنے تک
لے جاتا ہے' اور اگر کچھ نہیں تو کم از کم اس سے عظیم فوائد ومنافع تو فوت
ہوتے ہی ہیں، اگر انسان مکمل بصیرت' نور ہدایت اور نیکیوں کی قدر و قیمت
کی معرفت کے ذریعہ اس گھاٹی سے نجات پا لیتا ہے تو شیطان اسے چھٹی
گھاٹی میں تلاش کرتا ہے۔

چھٹی گھاٹی: غیر افضل اور معمولی نیکیوں والے اعمال کی گھاٹی: چنانچہ
شیطان اسے ان چیزوں کا حکم دیتا ہے اور اس کی نگاہ میں انہیں مزین و
آراستہ کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ انہیں افضل اور زیادہ نیکیوں والے
اعمال سے غافل کر دے، چنانچہ وہ اسے مفضول ومرجوح عمل میں پھنسا کر

افضل وراجح عمل سے غافل کر دیتا ہے۔ اگر بندہ اعمال' اللہ کے نزدیک ان کے مراتب اور فضیلت واہمیت میں ان کے مقام کی معرفت کے ذریعہ اس گھاٹی سے نجات پالیتا ہے تو اسے تلاش کرنے کے لئے ایک گھاٹی کے سوا کچھ باقی نہیں بچتا' جس کے بغیر چارۂ کار نہیں اور وہ ساتویں گھاٹی ہے۔

ساتویں گھاٹی: بندے کے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے ہاتھ' زبان اور دل سے مختلف قسم کی تکلیفوں اور اذیتوں کے لئے اپنے لشکر کو اس بندہ پر مسلط کر دیتا ہے، چنانچہ جس قدر بندے کا مقام ومرتبہ بلند ہوتا ہے اسی قدر دشمن اپنے سواروں اور پا پیادوں کو اس کے پیچھے دوڑاتا ہے اور اپنے لشکر سے اس پر غالب ہونے کی کوشش کرتا ہے' اور مختلف انداز سے اپنے گروہ اور افراد کو اس پر مسلط کرتا ہے۔ یہ وہ گھاٹی ہے جس سے نجات کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ بندہ جس قدر اللہ کی طرف دعوت واستقامت میں کوشش اور جدوجہد کرے گا دشمن بھی اپنے چیلوں سے اسے ورغلانے کی کوشش کرے گا، اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہے(۱)۔

---

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین، لابن القیم، ۱/۲۲۲ تا ۲۲۶۔

تیسرا مطلب: گناہوں کے راستے

☆**اول:** نفس امارہ (برائی پر آمادہ کرنے والی نفس)' شیطان' اس کے حواری اور اس کے لشکری نفس امارہ میں اس کی چاہتوں' پسندیدہ چیزوں اور خواہشات کے راستوں سے داخل ہوتے ہیں' اور جب نفس امارہ شیطان اور اس کے لشکریوں کے ساتھ ہو جاتی ہے تو وہ دل کو خراب کرنے کی غرض سے اس میں داخل ہونے کے درج ذیل چھ راستوں پر قابض ہو جاتے ہیں:

۱- آنکھ کا راستہ: گناہ اس کی نظر کو آوارہ بنا دیتے ہیں نہ کہ عبرت و نصیحت کی۔

۲- کان کا راستہ: جس سے وہ باطل چیزیں داخل کرتے اور حق داخل ہونے سے روکتے ہیں۔

۳- زبان کا راستہ: چنانچہ وہ اس پر ایسی بات لاتے ہیں جو نقصان دہ ہو نفع بخش نہ ہو' اور اس سے نفع بخش باتیں روکتے ہیں۔

۴-منہ کا راستہ: چنانچہ وہ اس راستے سے پیٹ میں قسم قسم کی حرام چیزیں داخل کرتے ہیں۔

۵- ہاتھ کا راستہ: چنانچہ وہ اسے باطل چیز کو لینے اور حق سے رکنے پر آمادہ کرتے ہیں۔

۶- پیر کا راستہ: چنانچہ اسے باطل کی طرف چلنے پر آمادہ کرتے ہیں(۱)۔

شیطان کی اپنے لشکریوں سے گفتگو اور ان (مذکورہ چھ)راستوں پر قبضہ کرنے کی ترغیب کو بیان کرتے ہوئے امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (شیطان کہتا ہے)''ان راستوں کی پوری نگہ داشت کرو' (کیونکہ) جب تم ان راہوں سے دل تک پہنچ جاؤ گے تو دل مقتول قیدی یا زخموں سے لہولہان ہو جائے گا''(۲)۔

☆دوم: شیطان کے وہ دروازے جن سے وہ لوگوں کو جہنم میں داخل

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۸۰تا۱۸۹۔

(۲) مصدر سابق، ص۱۸۱۔

کرتا ہے، تین ہیں:

۱-شبہہ کا دروازہ جو اللہ کے دین میں شک پیدا کرے۔

۲-شہوت کا دروازہ جو خواہشات نفس کو اللہ کی اطاعت و رضا پر ترجیح دینے کا سبب ہو۔

۳- اللہ کے غضب کا دروازہ جو اللہ کی مخلوق پر ظلم و سرکشی کا سبب ہو(۱)۔

☆سوم: شیطان کے انسان تک پہنچنے کے راستے تین جانب سے ہیں:

پہلا جانب: اسراف وفضول خرچی: چنانچہ انسان ضرورت سے زیادہ خرچ کرتا ہے جو بلاضرورت ہوتا ہے' اور یہی شیطان کا حصہ اور دل تک پہنچنے کا راستہ ہے، اس سے بچنے کا راستہ یہ ہے کہ نفس کو دل کی پوری مطلوبہ غذا' یا نیند' یا لذت' یا آرام نہ دیا جائے' چنانچہ جب یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا تو اس سے دشمن کے داخل ہونے سے امن وسکون حاصل ہو جائے گا۔

(۱) دیکھئے: الفوائد، لابن القیم، ص۱۰۵۔

دوسرا جانب:غفلت: کیونکہ بیدار مغز شخص یاد کے محفوظ قلعہ میں ہوتا ہے، جیسے ہی وہ غافل ہوتا ہے قلعہ کا دروازہ کھل جاتا ہے اور شیطان اس میں داخل ہوجاتا ہے اور پھر اس کا اس سے نکالنا بڑا مشکل یا دشوار ہوتا ہے۔

تیسرا جانب: کسی بھی قسم کی فضول چیز میں پڑنا(۱)۔

☆ **چہارم**: وہ راستے جن کی بندے نے حفاظت کرلی تو ہلاکتوں سے نجات پالے گا، اسی لئے کہا گیا ہے کہ: جس نے ان چار چیزوں کی حفاظت کی اس نے اپنا دین بچالیا:

نگاہیں، دل کی دھڑکنیں، گفتگو اور قدم(۲)۔

عام طور پر بندہ انہی چار دروازوں سے گناہوں میں ملوث ہوتا ہے:

(۱) نگاہ: نگاہیں شہوت کی قائد اور پیغامبر ہیں، ان کی حفاظت دراصل شرمگاہ کی حفاظت ہے، اور جس نے اپنی نگاہ کو اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں

---

(۱) الفوائد، لابن القیم، ص۳۳۴۔

(۲) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص۲۶۶۔

آزار چھوڑ دیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت و بربادی کے دہانہ پر ڈال دیا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قـــل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم ذلک أزكى لهم إن الله خبير بما يصنعون، وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن﴾(۱)۔

مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لئے پاکیزگی ہے، بیشک اللہ تعالی لوگوں کے اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نگاہ ان تمام حوادث کی اصل اور بنیاد ہے جن سے انسان دوچار ہوتا ہے، شاعر کہتا ہے:

---

(۱) سورۃ النور: ۳۰،۳۱۔

كل الحوادث مبدأها من النظر

ومعظم النار من مستصغر الشرر

كم نظرة بلغت من قلب صاحبها

كمبلغ السهم بين القوس والوتر

والعبد مادام ذاطرف يقلبه

في أعين الغير موقوف على الخطر

يسر مقلته ما ضر مهجته

لا مرحباً بسرور عاد بالضرر(۱)

تمام حادثات کی ابتدا نگاہ ہی سے ہوا کرتی ہے اور اکثر و بیشتر آگ معمولی چنگاریوں ہی سے لگتی ہے، بہت سی نگاہیں نگاہ باز کے دل میں اس حد تک اثر انداز ہوجاتی ہیں جہاں تک قوس اور دھاگے کے درمیان سے تیر جا پہنچتا ہے، اور بندہ جب تک غیروں سے نگاہیں چار کرتا رہتا ہے خطرہ کی آغوش میں ہوتا ہے، وہ اپنی آنکھ کو لذت پہنچاتا ہے لیکن اس کے خون

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص ۲۶۸۔

دل (روح) کو نقصان پہنچتا ہے، ایسی خوشی نامبارک ہو جس کا انجامِ کار نقصان اور خسارہ ہو۔

(۲) دل کی دھڑکن: دل کی دھڑکنوں کا معاملہ بہت سنگین ہے، کیونکہ یہ دھڑکنیں خیر وشر کی بنیاد ہیں، انہی سے ارادے، سوچ اور عزائم پیدا ہوتے ہیں، جو شخص اپنی دھڑکنوں کی نگرانی کرتا ہے وہ اپنے نفس کی تکمیل کا مالک ہوتا ہے اور اپنی خواہش نفس پر غلبہ پالیتا ہے اور جو دھڑکنوں کو معمولی سمجھتا ہے تو دھڑکنیں اسے تباہیوں میں ڈال دیتی ہیں۔

محمود دھڑکنوں کی کئی قسمیں ہیں جن کا دار ومدار مندرجہ ذیل چار اصولوں پر ہے:

۱- وہ دھڑکنیں جن سے بندہ اپنے دنیوی منافع حاصل کرتا ہے۔

۲- وہ دھڑکنیں جن سے بندہ اپنے دنیوی نقصانات دور کرتا ہے۔

۳- وہ دھڑکنیں جن سے بندہ اپنے اخروی مصالح (فوائد) حاصل کرتا ہے۔

۴- وہ دھڑکنیں جن سے بندہ اپنے اخروی نقصانات دور کرتا ہے۔

بندہ کو چاہئے کہ وہ اپنی تمام تر دھڑکنیں، سوچ اور چاہتیں انہی چار قسموں میں محدود رکھے(۱)۔

(۳) الفاظ (گفتگو): الفاظ کی حفاظت یہ ہے کہ کوئی لفظ بیکار نہ نکلنے پائے، بندہ وہی بات بولے جس سے اسے فائدہ اور دین میں خیر کی امید ہو، چنانچہ جب کوئی بات کہنا چاہے تو پہلے غور کرلے کہ اس میں کوئی فائدہ ہے کہ نہیں؟ اگر اس میں فائدہ نہ ہو تو اس سے باز رہے، اور اگر اس میں فائدہ ہو تو دیکھے کہ کیا اس کے نتیجہ میں کوئی اس سے زیادہ فائدہ مند بات تو فوت نہیں ہوتی، (اگر ایسا ہو تو) اسے اس کے بدلے ضائع نہ کرے، اور اگر آپ دل کی باتوں کا پتہ لگانا چاہیں تو زبان کی حرکت سے پتہ لگائیں کیونکہ زبان آپ کو دل کی باتوں کا پتہ دے گی خواہ جس کے دل کا آپ پتہ لگانا چاہتے ہیں وہ چاہے یا نہ چاہے، اسی لئے یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سینوں میں دل کی مثال جوش مارتی ہوئی ہانڈیوں کی طرح ہے، زبانیں ان کی کفگیر ہیں، لہٰذا آدمی کے بولنے تک انتظار کرو کیونکہ زبان تمہیں اس

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص ۲۶۹ تا ۲۷۶۔

کے دل میں جو کچھ میٹھا، کھٹا، تلخ وشیریں ہوگا نکال کر دے دے گی، اس کے زبان کی کفگیر تمہیں اس کے دل کے مزاج کی خبر دے گی''(۱)۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح آپ اپنی زبان سے ہانڈیوں کے کھانے کا مزہ چکھتے ہیں اور آپ کو اس کی حقیقت کا علم ہوتا ہے اسی طرح آپ آدمی کی زبان سے اس کے دل کا حال معلوم کرسکتے ہیں، چنانچہ جس طرح آپ اپنی زبان سے برتن کا مزہ چکھتے ہیں اسی طرح آدمی کی زبان سے اس کے دل کا مزہ چکھ سکتے ہیں(۲)۔

لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنی زبان کی حفاظت کرے، کیونکہ سب سے زیادہ جو چیز انسان کو جہنم میں داخل کرتی ہے وہ منہ اور شرمگاہ ہے، اور زبان لوگوں کو ان کی ناک کے بل جہنم میں ڈھکیل دیتی ہے، بسا اوقات آدمی کوئی بات کہتا ہے جس کی پرواہ نہیں کرتا لیکن وہ اسے مشرق ومغرب سے بھی دور جہنم میں ڈھکیل دیتی ہے، یا اس کے سبب وہ ستر برسوں کے لئے جہنم رسید

(۱) حلیۃ الأولیاء، لابی نعیم، ۱۰/۶۳، نیز دیکھئے: الجواب الکافی، لابن القیم، ص ۲۷۶۔

(۲) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم ص ۲۷۶۔

ہوجاتا ہے' یا اللہ کی ناراضگی کی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کے بھیانک انجام کا اسے احساس و گمان بھی نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کے نتیجہ میں قیامت تک کے لئے اس سے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والا شخص یا تو بھلی بات کہتا ہے یا خاموش رہتا ہے' اور جب اس کا اسلام سنور جاتا ہے تو وہ ضرورت ہی کی بات کہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مسلمان پر سب سے زیادہ زبان ہی کا خوف کھاتے تھے' اور بنی آدم کی کوئی بھی بات اس کے حق میں نہیں ہوتی ہے سوائے بھلائی کا حکم دینے یا برائی سے روکنے یا اللہ کے یاد کرنے کے۔

گفتگو تمہاری اسیر (قیدی) ہوتی ہے' اور جب تمہارے منہ سے نکل جاتی ہے تو تم اس کے اسیر ہوجاتے ہو' اور کسی کی کوئی بات بھی اللہ عزوجل سے مخفی و پوشیدہ نہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ما يلفظ من قول إلا لديه رقيب عتيد﴾ (۱)۔

(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا کہ اس کے پاس ایک

(۱) سورۃ ق: ۱۸۔

نگراں حاضر ہوتا ہے۔

زبان میں دو بڑی آفتیں ہیں' اگر انسان ان میں ایک سے چھٹکارا پالیتا ہے تو دوسرے سے نہیں پاتا: ایک بولنے کی آفت اور دوسری خاموش رہنے کی' چنانچہ باطل بات کہنے والا شیطان' اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اور حق بات سے خاموش رہنے والا اللہ کا نافرمان گونگا' اور اگر اپنی ذات پر نہ ڈرے تو ریاکار' بے غیرت شیطان ہے، البتہ اعتدال پسند اہل حق اپنی زبانوں کو باطل سے روکنے اور اپنے حق میں نفع بخش اور سودمند چیزوں میں استعمال کرتے ہیں۔ بندہ قیامت کے روز پہاڑوں کے مثل نیکیاں لے کر آئے گا لیکن اس کی زبان ان نیکیوں کو ملیامیٹ کردے گی اور پہاڑوں کے برابر برائیاں لے کر آئے گا لیکن اس کی زبان اللہ کے ذکر اور اس سے متعلقہ امور کی انجام دہی کے سبب ان تمام برائیوں کو مٹادے گی (۱)۔

(۴) قدم (چلنا پھرنا): قدموں کی حفاظت یہ ہے کہ بندہ اپنے قدم کو انہی چیزوں میں حرکت دے جس میں ثواب کی امید ہو، چنانچہ اگر اس کے

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص ۲۷۶ تا ۲۸۱۔

قدم میں ثواب کا اضافہ نہ ہوتو اسے روکے رکھنا ہی اس کے لئے بہتر ہے‘ اوراس کے لئے ممکن ہے کہ اللہ کے تقرب کی نیت سے اپنے قدم سے ہر جائز ومباح چیز سے بھی نکل جائے تاکہ نیک نیتی کے سبب اس کے سارے قدم اللہ کی قربت ہی میں واقع ہوں (۱)۔

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو ان کی باتوں اور قدموں میں استقامت کے وصف سے متصف فرمایا ہے، ارشاد ہے:

﴿وعباد الرحمن الذين يمشون على الأرض هوناً وإذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً﴾ (۲)۔

رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نگاہوں اور دل کی دھڑکنوں کو بھی یکجا ذکر فرمایا

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص ۲۸۲۔
(۲) سورۃ الفرقان: ۶۳۔

ہے‘ ارشاد ہے:

﴿يعلم خائنة الأعين وماتخفي الصدور﴾ (۱)۔

(اللہ) خیانت کرنے والی آنکھوں اور سینوں میں چھپے رازوں کو بھی جانتا ہے۔

چوتھا مطلب: گناہوں کے اصول ومحرکات

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’تمام گناہوں کے اصل محرکات (درج ذیل) تین ہیں:

۱-تکبر: جس نے ابلیس لعین کو جس نتیجہ تک پہنچانا تھا پہنچادیا۔

۲-لالچ: جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوایا۔

۳-حسد: جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو دوسرے کے خلاف (قتل پر) جرأتمند بنادیا۔

چنانچہ جو ان تین چیزوں سے محفوظ رہا وہ تمام برائیوں سے محفوظ ہوگیا‘ کیونکہ کفر تکبر کے سبب‘ گناہ لالچ کے سبب اور ظلم وزیادتی حسد کے سبب

(۱) سورۃ غافر (المومن): ۱۹۔

انجام پاتی ہے(۱)۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ کبیرہ وصغیرہ تمام گناہوں کی اصل (درج ذیل) تین چیزیں ہیں:

۱-دل کا اللہ کے علاوہ سے لگے رہنا اور وہ شرک ہے' چنانچہ غیر اللہ سے تعلق کی غایت (انتہاء) شرک اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارنا ہے۔

۲-غضبی قوت کی پیروی' اور وہ ظلم ہے' اور اس کا انجام قتل وخونریزی ہے۔

۳-شہوانی قوت کی پیروی' یہ فواحش و بے حیائی کے کام ہیں اور اس کا انجام کار زنا وبدکاری ہے۔

اللہ عزوجل نے ان تینوں اصولوں کو اپنے درج ذیل فرمان میں ذکر فرمایا ہے:

﴿والذین لا یدعــــون مع الله إلٰهاً آخر ولایقتلون النفس التي حرم الله إلا بالحق ولا یزنون ومن یفعل

(۱) الفوائد، لابن القیم، ص ۱۰۵۔

ذلک یلق أثاماً یضاعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهاناً﴾(۱)۔

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو بجز حق کے قتل نہیں کرتے' نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں' اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔

نیز یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے کے ارتکاب پر آمادہ کرتی ہیں، چنانچہ شرک ظلم و بے حیائی کی دعوت دیتا ہے جس طرح اخلاص وتوحید مخلص اور توحید پرست سے ظلم و بے حیائی دور کرتے ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء إنه من عبادنا المخلصین﴾(۲)۔

(۱) سورة الفرقان: ۶۸، ۶۹۔

(۲) سورة یوسف: ۲۴۔

اسی طرح تا کہ ہم اس سے برائی و بے حیائی دور کر دیں' بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔

﴿سوء﴾ سے مراد عشق اور ﴿فحشاء﴾ سے مراد زنا کاری ہے۔

اسی طرح ظلم شرک وفحش کاری کی دعوت دیتا ہے' کیونکہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے جس طرح توحید سب سے بڑا عدل وانصاف ہے۔

عدل توحید کا ساتھی اور ظلم شرک کا ساتھی ہے' اور فحاشی بھی شرک وظلم پر آمادہ کرتی ہے، چنانچہ یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے پر آمادہ کرتی ہیں اور ایک دوسرے کا حکم دیتی ہیں (۱)۔

نیز امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ کفر کے چار ارکان ہیں:

۱-تکبر۔ ۲-حسد۔

۳-غضب۔ ۴-شہوت۔

چنانچہ تکبر بندے کو تابعداری سے' حسد نصیحت کرنے اور نصیحت کی قبولیت سے' غضب عدل سے اور شہوت عبادت کے لئے فرصت اور

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص ۱۵۴۔

فارغ البالی سے روکتے ہیں، تکبر کا رکن (ستون) منہدم ہونے سے تابعداری' حسد کا رکن منہدم ہونے سے نصیحت اور نصیحت کی قبولیت' غضب کا رکن منہدم ہونے سے عدل وانکساری اور شہوت کا رکن منہدم ہونے سے صبر' عفت وپاکدامنی اور عبادت بندہ پر آسان اور سہل ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ ان چیزوں میں ملوث ہوں ان کے لئے پہاڑوں کا ٹل جانا ان اوصاف کے زوال سے آسان ہے' خاص طور پر اگر یہ چیزیں ان میں راسخ اور پیوست ہو چکی ہوں اور ان کا ملکہ اور لازمی وصف بن چکی ہوں' تب تو اس کے ساتھ کوئی عمل ہرگز کارگر نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے نفس کا تزکیہ ہوسکتا ہے، جب بھی وہ عمل میں جدوجہد کرے گا یہ چاروں چیزیں اس کے اس عمل کو برباد کر دیں گی' اور اگر یہ چاروں چیزیں دل میں راسخ وپیوست ہو جائیں گی تو اسے باطل حق کی صورت میں اور حق باطل کی صورت میں' نیکی برائی کی صورت میں اور برائی نیکی کی صورت میں دکھائیں گی نیز دنیا اس سے قریب اور آخرت اس سے دور ہو جائے گی (۱)۔

(۱) دیکھئے: الفوائد، لابن القیم، ص ۲۱۸۔

پانچواں مطلب: گناہوں کی قسمیں

گناہوں کی درج ذیل چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم: ملکی گناہ: یعنی انسان ربوبیت کے اوصاف اپنائے (جو اس کے شایان شان نہیں) جیسے عظمت، کبریائی، قہاریت، بلندی اور مخلوق کی بندگی کی طلب وغیرہ۔

دوسری قسم: شیطانی گناہ: یعنی وہ گناہ جن کے ارتکاب میں انسان شیطان کے مشابہ ہوتا ہے۔ چنانچہ شیطان کی مشابہت حسد، ظلم، خیانت، بغض وکینہ، دھوکہ، مکر وفریب، اللہ کی نافرمانیوں کا حکم اور اس کی تزئین و آرائش، اللہ کی اطاعت سے روکنے اور اسے معمولی اور کمتر دکھانے، دین میں بدعت کی ایجاد اور بدعات وضلالت کی دعوت دینے وغیرہ میں ہوتی ہے، یہ قسم فساد وخرابی میں پہلی قسم کے ہم پلہ ہے گرچہ اس کا نقصان پہلی قسم سے کم تر ہے۔

تیسری قسم: وحشیانہ گناہ: یعنی وہ گناہ جن کے ارتکاب میں انسان وحشی

درندوں کے مشابہ ہوتا ہے، یہ ظلم وسرکشی، غضب، خونریزی اور کمزوروں اور عاجزوں پر قبضہ جمانے کے گناہ ہیں۔

اس قسم سے نوع انسانی کی اذیت کی مختلف صورتیں اور ظلم وسرکشی پر جرأت پیدا ہوتی ہے۔

چوتھی قسم: حیوانی گناہ: یعنی وہ گناہ جن کے ارتکاب میں انسان حیوان چوپایوں کے مشابہ ہوتا ہے، جیسے شدید لالچ اور شکم اور شرمگاہ کی چاہتوں کی تکمیل کی ہوس، اور اس سے زناکاری، چوری، یتیموں کا مال کھانا، بخیلی (حد درجہ کی) کنجوسی، بزدلی، خوف اور گھبراہٹ وغیرہ پیدا ہوتی ہے، مخلوق کی اکثریت گناہوں کی اسی قسم میں ملوث ہے، گناہوں کی اس قسم کے ذریعہ لوگ بقیہ قسموں میں داخل ہوتے ہیں، چنانچہ یہ قسم لوگوں کی نکیل پکڑ کر دوسرے گناہوں تک لے جاتی ہے(۱)۔

چھٹا مطلب: گناہوں کے انواع

گناہ دوطرح کے ہوتے ہیں: کبائر (بڑے گناہ) اور صغائر (چھوٹے

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص۲۲۲،۲۲۳۔

گناہ)۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قرآن وسنت' صحابۂ کرام اور ان کے بعد تابعین اور ائمہ کا اجماع اس بات پر دلالت کناں ہیں کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں: کبائر اور صغائر (۱)۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿إن تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلاً كريماً﴾ (۲)۔

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہوگے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿الذين يجتنبون كبائر الإثم والفواحش إلا اللمم﴾ (۳)۔

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی ص ۲۲۳۔

(۲) سورۃ النساء: ۳۱۔

(۳) سورۃ النجم: ۳۲۔

وہ لوگ جو بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بے حیائی سے بھی' سوائے چھوٹے گناہ کے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم اللہ کا کوئی شریک بناؤ' جبکہ (تنہا) اس نے تمہیں پیدا کیا ہے' میں نے کہا: واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے' کہتے ہیں کہ میں عرض کیا: پھر کونسا گناہ؟ آپ نے فرمایا: پھر یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گا، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: پھر کونسا گناہ؟ آپ نے فرمایا: پھر یہ کہ تم اپنی پڑوسن سے زنا کرو (۱)۔

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ تعالی: **﴿فلا تجعلوا لله أنداداً وأنتم تعلمون﴾**، ۵/۱۷۲، حدیث نمبر: (۴۴۷۷) ومسلم، کتاب الایمان، باب کون الشرک أعظم الذنوب وبیان أعظمها بعده، ۱/۹۰، حدیث نمبر: (۸۶)۔

ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں؟ (تین مرتبہ)، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیے) فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! اور جھوٹی بات' آپ اسے مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا: اے کاش آپ خاموش ہو جاتے (۱)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان، مكفرات لما بينهن إذا اجتنبت الكبائر''، وفي رواية: ''مالم تغش الكبائر'' (۲)۔

پنجوقتہ نمازیں' ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب ما قیل فی شھادۃ الزور، ۲/۲۰۴، حدیث نمبر: (۲۶۵۴) ومسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، ۱/۹۱، حدیث نمبر: (۸۷)۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الطھارہ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینھن ما اجتنبت الکبائر، ۱/۲۰۹، حدیث نمبر: (۲۳۳۲)۔

رمضان تک درمیان میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں' بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ: جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اجتنبوا السبع الموبقات'' قالوا: يا رسول الله، وما هن؟ قال: ''الشرک بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات'' (۱)۔

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی: ﴿**إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلماً إنما يأكلون فى بطونهم ناراً و سيصلون سعيراً**﴾، ۳/۲۵۶، حدیث نمبر: (۲۷۶۶) ومسلم کتاب الایمان، باب بیان الکبائر واکبرھا، ۱/۹۲، حدیث نمبر: (۸۹)۔

سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا ہیں؟، فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک، جادو، اللہ کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور پاکباز، بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

کبیرہ گناہ کی تعریف اوراس کی تعداد کے سلسلہ میں اختلاف ہے؛ چنانچہ کہا گیا ہے کہ: یہ چار ہیں، اور کہا گیا ہے کہ: سات ہیں، اور کہا گیا ہے کہ: نو ہیں، اور کہا گیا ہے کہ: گیارہ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ: یہ ستر ہیں، اور بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کبیرہ گناہ کتنے ہیں؛ کیا یہ سات ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ان کا سات کے بجائے ستر ہونا زیادہ قریب ہے؛ ہاں مگر استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوتا اور اصرار (ہمیشگی) کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں رہتا(۱)۔

(۱) جامع البیان عن تاویل آی القرآن للطبری، ۸/ ۲۴۵، حدیث نمبر: (۹۲۰۷)، نیز کبائر کی تعداد کے لئے مذکورہ مرجع کا ۸/۲۳۳ تا ۲۵۸، اور فتح الباری لابن حجر (۱۲/۱۸۳) ملاحظہ کریں۔

صحیح اور درست بات یہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کی کوئی محدود و متعین تعداد نہیں ہے، البتہ جس گناہ پر دنیا میں کوئی حد (متعین شرعی سزا) مرتب ہوتی ہو، یا جس پر جہنم یا لعنت یا غضب یا سزا یا نفی ایمان کی وعید سنائی گئی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے؛ اور جس گناہ پر دنیا میں کوئی حد مرتب نہ ہو اور نہ آخرت میں کوئی وعید تو وہ گناہ صغیرہ ہے(۱)۔

لیکن کبھی کبھار (درج ذیل) چند اسباب کی بنا پر صغیرہ گناہ بھی کبیرہ ہو جاتے ہیں:

(۱) صغیرہ گناہوں پر مداومت اور ہمیشگی برتنا: جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لا كبيرة مع الاستغفار ولا صغيرة مع الإصرار"(۲)۔

کہ استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوتا اور اصرار (ہمیشگی)

(۱) دیکھئے: شرح نووی بر صحیح مسلم، ۲/۴۴۴، وشرح العقیدۃ الطحاویہ، لابن ابی العز، ص ۴۱۸، والجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۲۵، ۲۲۶۔

(۲) اس کی تخریج ص: (۱۵۰) کے حاشیہ: (۱) میں گزر چکی ہے۔

کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں ہوتا۔

(۲) گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھنا: چنانچہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''یا عائشة إیاک ومحقَّرات الأعمال فإن لها من الله طالباً''(۱)۔

اے عائشہ! حقیر اعمال (چھوٹے گناہوں) سے بچو، کیونکہ اللہ کی جانب سے اس کا ایک طلب کرنے والا (نگراں) ہے۔

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إیاکم و محقَّرات الذنوب، کقوم نزلوا في بطن وادٍ فجاء ذا بعودٍ، وجاء ذا بعودٍ، حتی أنضجوا خبزتهم،

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب، ۲/ ۱۴۱۷، حدیث نمبر: (۴۲۴۳)، ومسند احمد، ۶/ ۷۰، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی نے صحیح سنن ابن ماجہ (۲/ ۴۱۶) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (حدیث نمبر: ۵۱۳ و ۲۷۳۱) میں صحیح قرار دیا ہے۔

وإن محقَّـــــرات الذنوب متی یؤخذ بها صاحبها تهلکه''(۱)۔

چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو، ان لوگوں کی طرح جو ایک وادی میں اترے، ایک لکڑی یہ لے کر آیا، اور ایک لکڑی یہ لے کر آیا، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی روٹی پکالی، چھوٹے گناہوں پر جب اس کے مرتکب کا مواخذہ ہوگا تو وہ اسے ہلاک و برباد کردیں گے۔

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''إن المؤمن یری ذنوبه کأنه قاعد تحت جبل یخاف أن یقع علیه، وإن الفاجر یری ذنوبه کذباب مر علی أنفه فقال به هکذا''(۲)۔

(۱) مسند احمد، ۵/ ۳۳۱، اس حدیث کی سند کو امام ہیثمی نے مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۹۰) میں صحیح قرار دیا ہے، علامہ شیخ البانی اس حدیث کے بارے میں سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۱/ ۱۲۹، حدیث نمبر: ۳۸۹) میں فرماتے ہیں: ''یہ سند امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح ہے''۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبہ، ۷/ ۱۸۸، حدیث نمبر: (۶۳۰۸)۔

مومن اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ ایک پہاڑ تلے بیٹھا ہوا اور اسے خوف ہو کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑے، اور فاسق وفاجر شخص اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے کہ وہ ایک مکھی ہو جو اس کی ناک پر سے گزرے تو وہ اسے اس طرح کردے۔

ابوشہاب نے اپنی ناک کے اوپر ہاتھ ہلا کر بتایا۔

(۳) صغیرہ گناہوں سے خوشی اور اس پر فخر: گویا وہ کہے 'دیکھا میں نے کس طرح فلاں کی عزت وآبرو تار تار کردی' اور اس کی برائیاں ذکر کرکے اسے شرمندہ کردیا، یا اسے دھوکہ دے دیا، یا اس کا غبن کرلیا۔

(۴) یہ کہ وہ کوئی عالم ہو جس کی اقتدا کی جاتی ہو، چنانچہ اگر یہ عالم کوئی گناہ صغیرہ کرے گا اور لوگوں کو اس کا علم ہوگا تو اس کا گناہ بڑھ جائے گا۔

(۵) یہ کہ گناہ کرے اور پھر اس کا اعلان اور اس کی تشہیر کرے: کیونکہ گناہوں کی تشہیر کرنے والے کی معافی نہیں ہے(۱)۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے دور رہے

(۱) دیکھئے: مختصر منہاج القاصدین، للمقدسی، ص ۲۵۸۔

تاکہ دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو۔

ساتواں مطلب: فرد ومعاشرہ پر گناہوں کے اثرات

اولاً: انسان کی ذات پر گناہوں کے اثرات:

(الف) دل پر گناہوں کے اثرات:

(۱) دل پر (ضرر رسانی میں اختلاف مراتب کے ساتھ) گناہوں کا نقصان اسی طرح ہے جس طرح جسموں پر زہر کا نقصان، اور دنیا وآخرت میں جو بھی برائی یا بیماری ہے اس کا سبب گناہ ومعاصی ہی ہیں(۱)۔

(۲) علم سے محرومی: کیونکہ علم ایک ایسی روشنی ہے جس سے اللہ تعالیٰ دل کی دنیا آباد کرتا ہے، اور گناہ اس روشنی کو گل کردیتا ہے، دل کی بصیرت اندھی کردیتا ہے، علم کی راہیں بند کردیتا ہے، ہدایت کا سرچشمہ ڈھانپ دیتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فإنها لا تعمى الأبصار ولكن تعمى القلوب التي في

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۸۴۔

الصدور﴾(۱)۔

درحقیت آنکھیں بے نور نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں (چھپے) دل بے نور ہو جاتے ہیں۔

جب امام شافعی رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ کے روبرو بیٹھے اور ان پر پڑھا تو انہیں ان (امام شافعی) کی بے پناہ ہوشیاری، خداداد ذہانت اور کمال فہم کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، انھوں نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں نور عطا کیا ہے، لہٰذا دیکھنا گناہ ومعصیت کی تاریکی سے اسے گل نہ کرنا''(۲)۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

شکوت إلی وکیع سوء حفظي

فأرشدني إلی ترك المعاصي

---

(۱) سورۃ الحج: ۴۶۔

(۲) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۴، ۱۴۸، ۱۷۳، ۲۱۲۔

وأخبـــرني بأن علم الله نــور

ونور الله لا يهدى لعاصي (۱)

میں نے امام وکیع (رحمہ اللہ) سے اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی، تو انھوں نے مجھے گناہوں کے ترک کرنے کی نصیحت فرمائی، اور مجھے بتایا کہ اللہ کا علم ایک نور ہے اور اللہ کا نور کسی گنہ گار کو نہیں دیا جاتا۔

(۳) دل میں قسم قسم کی وحشت: جیسے گناہ گار اور اللہ کے درمیان وحشت، گناہ گار اور اس کے نفس کے درمیان وحشت، گنہ گار اور مخلوقات کے درمیان وحشت، اور جس قدر گناہ زیادہ ہوں گے وحشت بھی شدید تر ہوگی، بندے اور اس کے رب کے درمیان جو وحشت ہوتی ہے کوئی بھی نعمت اس کے مقابل اور ہم پلہ نہیں ہوسکتی، اگر دنیا کی ساری لذتیں اس کے مقابل اکٹھی ہو جائیں تب بھی اس وحشت کی تلافی نہیں کرسکتیں، اور اگر اس وحشت میں پڑنے کے خوف ہی سے گناہوں کو ترک کیا جائے تو عقلمند ان گناہوں کے ترک کرنے کا زیادہ مستحق ہے۔

---

(۱) دیوان الشافعی، ص ۸۸، نیز دیکھئے: الجواب الکافی، لابن القیم، ص ۱۰۴۔

رہی وہ وحشت جو گنہ گار اور دیگر لوگوں بالخصوص اہل خیر حضرات کے درمیان ہوتی ہے تو بندہ (گنہ گار) اور اپنے اور دیگر لوگوں کے درمیان وحشت محسوس کرتا ہے، جس قدر وہ وحشت قوی تر ہوتی ہے وہ نیکوکار حضرات اور ان کی ہم نشینی سے دور اور ان سے استفادہ کی برکت سے محروم ہوتا جاتا ہے، اور جس قدر وہ اللہ والوں سے دور ہوتا ہے اسی قدر شیطان کے چیلوں سے قریب ہوتا ہے، اس وحشت میں قوت پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ مستحکم اور پائیدار ہو جاتی ہے اور نتیجۂ اس کے' اس کی بیوی' اس کے بچے' رشتہ دار نیز اس کے اور اس کے نفس کے درمیان وحشت پھیل جاتی ہے، چنانچہ آپ خود اسے اپنی ذات سے وحشت محسوس کرتا ہوا پائیں گے۔

بعض سلف نے کہا ہے کہ: ''جب میں اللہ کی نافرمانی (گناہ) کرتا ہوں تو اس کی وحشت ونحوست اپنے چوپائے اور اپنی بیوی کے چال چلن میں محسوس کرتا ہوں''(۱)۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''(جب) میں گناہ کرتا ہوں تو

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۵، ۱۴۴۔

اس کی وحشت ونحوست اپنے گدھے اور خادم کی چال چلن میں محسوس کرتا ہوں''(۱)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اطاعت اللہ عزوجل سے قربت واجب کرتی ہے، اور قربت جتنی پائیدار ہوگی انسیت ومحبت اتنی ہی گہری ہوگی، اور گناہ رب سبحانہ وتعالیٰ سے دوری واجب کرتا ہے، اور دوری جتنی زیادہ ہوگی وحشت ونحوست اتنی ہی پائیدار ہوگی، اور وحشت کا سبب حجاب (پردہ) ہے، حجاب جتنا دبیز ہوگا وحشت اتنی زیادہ ہوگی، چنانچہ غفلت وحشت پیدا کرتی ہے اور اس سے سخت گناہ کی وحشت ہے اور اس سے کہیں زیادہ سخت شرک وکفر کی وحشت ہے۔ اور آپ کسی ایسے شخص کو نہیں پائیں گے جو ان میں سے کسی چیز میں ملوث ہو' مگر جس قدر وہ ان میں ملوث ہوگا اسی قدر اس پر وحشت ونحوست چھائی ہوگی، چنانچہ اس کے چہرے اور دل پر بھی وحشت چھا جاتی ہے' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود وحشت محسوس کرتا ہے اور لوگ اس سے وحشت محسوس کرتے ہیں (۲)۔

(۱) حلیۃ الأولیاء، لابی نعیم، ۸/۱۰۹۔

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۴۴۔

(۴) دل میں تاریکی: گناہ گار اپنے دل میں اسی طرح واضح تاریکی محسوس کرتا ہے جس طرح سیاہ رات کی تاریکی محسوس کرتا ہے، چنانچہ اس کے دل کے لئے معصیت کی تاریکی اس کی بصارت کی محسوس تاریکی کے مثل ہوجاتی ہے، کیونکہ اطاعت نور اور معصیت تاریکی ہے، اور جس قدر تاریکی قوی تر ہوتی ہے اس کی حیرت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ بے شعوری میں بدعات وگمراہی اور ہلاکت انگیز امور میں جا واقع ہوتا ہے' اور یہ تاریکی قوی تر ہوتی ہے یہاں تک کہ آنکھ میں ظاہر ہوتی ہے' پھر اور قوی تر ہوتی ہے یہاں تک کہ چہرے پر چھا جاتی ہے' الغرض اس کی ذات میں ایسی تاریکی پیدا ہوجاتی ہے کہ ہر شخص کو نظر آتی ہے(۱)۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نیکی چہرے پر روشنی' دل میں نور' روزی میں وسعت' جسم میں قوت اور مخلوق کے دلوں میں محبت (کا سبب) ہوتی ہے' اور بدی چہرے پر سیاہی' دل میں تاریکی' جسم میں کمزوری' روزی میں کمی اور مخلوق کے دلوں میں بغض ونفرت (کا سبب)

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۵، ۱۰۶۔

ہوتی ہے''(۱)۔

(۵) گناہ دل کو کھوکھلا اور کمزور کر دیتا ہے:

رہی دل کی ناتوانی تو گناہ اسے کھوکھلا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ مکمل طور پر اس کی زندگی ختم کر دیتے ہیں (۲)۔

اور جہاں تک دل کو کمزور کرنے کی بات ہے تو گناہ اسے (درج ذیل) طریقوں سے کمزور کرتے ہیں:

(الف) بندے کے دل میں اللہ جل جلالہ کی عظمت و وقار کو کمزور کر دیتے ہیں' اور بندہ چاہے یا نہ چاہے ایسا ہونا ہی ہے، اگر اللہ کی عظمت و وقار بندے کے دل میں پیوست ہوتی تو وہ اللہ کی نافرمانیوں کی جرأت ہی نہ کرتا' کیونکہ بندے کے دل میں اللہ کی جلال وعظمت کا وجود اللہ کے حرمات کی تعظیم وتوقیر کا متقاضی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذلک ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۶۔

(۲) مصدر سابق، ص ۱۰۶۔

ربـــــه﴾(۱)۔

یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے
اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔

بندے کے دل میں اللہ کے حرمات کی تعظیم بندے اور اس کے گناہوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہے(۲)۔

(ب) گناہ بندے کے دل میں خیر کے ارادہ کو کمزور اور گناہ کے ارادہ کو مضبوط بنا دیتا ہے، چنانچہ اس کے دل میں توبہ کا ارادہ رفتہ رفتہ کمزور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے' اگر وہ آدھا مر بھی جائے تو بھی توبہ نہیں کرتا ہے(بلکہ) صرف زبان سے خوب جھوٹوں کی توبہ و استغفار کرتا ہے جبکہ اس کا دل گناہوں سے وابستہ' اس پر آمادہ اور حسب امکان اس کے سرانجام دینے کا عزم کئے ہوتا ہے' یہ سب سے عظیم اور ہلاکت سے سب سے زیادہ قریب ترین مرض ہے(۳)۔

---

(۱) سورۃ الحج: ۳۰۔

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۴۔

(۳) مصدر سابق، ص ۱۱۰ و ۲۰۰۔

(ج) گناہ اللہ اور دار آخرت کی طرف دل کے سفر کو کمزور کرتے ہیں یا اس کی راہ میں آڑ بنتے یا اسے روکتے اور اس کا راستہ کاٹ دیتے ہیں، چنانچہ گناہ یا تو دل کو مردہ کر دیتا ہے یا اسے خوفناک مرض میں مبتلا کر دیتا ہے یا اس کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے (اور اس کے بغیر چارۂ کار نہیں) یہاں تک کہ اس کی کمزوری ان آٹھ امور تک جا پہنچتی ہے جن سے نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگی ہے، آپ کا ارشاد ہے:

"اللهم إني أعوذبک من الهم والحزن، والعجز والكسل، والبخل والجبن، وضلع الدين وغلبة الرجال"(۱)۔

اے اللہ! میں رنج و غم' عاجزی و سستی' کنجوسی و بزدلی' قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

---

(۱) متفق علیہ، بروایت انس رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من غلبة الرجال، ۷/۲۰۳، حدیث نمبر: (۶۳۶۳) و مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار، باب التعوذ من العجز والکسل، ۴/۲۰۷۹، حدیث نمبر: (۲۷۰۶)۔

مطلب یہ ہے کہ گناہ ان (مذکورہ) آٹھ امور میں ملوث ہونے نیز ''مصیبت کی سختی' بدبختی کا شکار ہونے' برے فیصلے اور دشمنوں کی شماتت''(۱) اسی طرح ''اللہ کی نعمت کے زائل ہونے' اس کی عافیت کے پلٹ جانے' اس کے عذاب کے اچانک آجانے اور اس کی تمام ناراضگیوں''(۲) سے دوچار ہونے کا قوی ترین سبب ہیں۔

(٦) دنیا میں دل کو اللہ سے روکتا ہے، اور سب سے بڑا حجاب قیامت کے دن ہوگا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون كلا إنهم عن ربهم يومئذٍ لمحجوبون﴾(۳)۔

(۱) متفق علیہ، بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من جهد البلاء، ۷/۱۹۹، حدیث نمبر: (۶۳۴۷) وصحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء و درک الشقاء وغیرہ، ۴/۲۰۸۰، حدیث نمبر: (۲۷۰۷)۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، ۴/۲۰۹۷، حدیث نمبر: (۲۷۳۹)، نیز دیکھئے: الجواب الکافی، لابن القیم، ص۱۰۴۔

(۳) سورۃ المطففین: ۱۴، ۱۵۔

ہرگز نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔ ہرگز نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب سے اوٹ میں رکھ دیئے جائیں گے۔

چنانچہ گناہ ان کے اور ان کے دلوں کے درمیان اور ان کے اور ان کے رب وخالق سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان حجاب بن جائیں گے(۱)۔

(۷) گناہ' نافرمانی ومعصیت سے الفت وانسیت پیدا کرتا ہے' چنانچہ دل سے گناہ کی قباحت وشناعت جاتی رہتی ہے اور اس کی عادت ایسی بن جاتی ہے کہ نہ تو لوگوں کا اسے دیکھنا برا لگتا ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں گفتگو کرنا' یہ اہل فسق (بدکار وگنہ گار) کے نزدیک گراوٹ وانحطاط کی حد اور لذت وچاشنی کی انتہاء ہے' یہاں تک کہ ان کا کوئی شخص معصیت پر فخر کرنے لگتا ہے اور ایسے لوگوں کو اپنا کالا کردار بیان کرتا ہے جن کی لاعلمی کا اسے علم ہوتا ہے' اس قسم کے لوگوں کی معافی نہیں ہوسکتی، ان کے لئے توبہ کی راہ مسدود اور عام طور پر توبہ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، چنانچہ

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۲۱۵۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"كل أمتي معافى إلا المجاهرين، وإن من المجاهرة أن يعمل الرجل بالليل عملاً ثم يصبح وقد ستره الله فيقول: يافلان عملت البارحة كذا وكذا، وقد بات يستره ربه ويصبح يكشف ستر الله عنه"(۱)۔

میری امت کے سارے لوگ معاف ہیں سوائے ان کے جو گناہوں کے ارتکاب کے بعد ان کا اعلان کرتے ہیں' اور گناہوں کا اعلان یہ بھی ہے کہ آدمی رات میں کوئی (برا) عمل کرے پھر صبح اٹھ کر' جبکہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کر دی تھی' کہتا پھرے: کہ اے فلاں میں نے کل رات ایسا ایسا کیا، جبکہ وہ اس حالت میں سویا

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ستر المؤمن علی نفسہ، ۷/۱۱۷، حدیث نمبر: (۶۰۶۹) ومسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب النہی عن ھتک الانسان ستر نفسہ، ۴/۲۲۹۱، حدیث نمبر: (۲۹۹۰)۔

تھا کہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی تھی اور صبح اٹھ کر اس نے اپنی ذات سے اللہ کا پردہ فاش کر دیا۔

(۸) گناہ کے عادی لوگوں پر گناہ کا کمتر ہو جانا: چنانچہ بندہ مسلسل گناہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل ونگاہ میں وہ گناہ کمتر اور حقیر ہو جاتا ہے' درحقیقت یہ ہلاکت وبربادی کی علامت ہے' کیونکہ گناہ بندے کے دل ونگاہ میں جس قدر حقیر اور معمولی ہوگا اسی قدر اللہ کے یہاں بڑا اور عظیم تر ہوگا، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

"إن المؤمن يرى ذنوبه كأنه قاعد تحت جبل يخاف أن يقع عليه، وإن الفاجر يرى ذنوبه كذباب مر على أنفه فقال به هكذا"(۱)۔

مومن اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے کہ گویا وہ ایک پہاڑ تلے بیٹھا ہو اور اسے خوف ہو کہ کہیں وہ اس پر گر نہ پڑے، اور فاسق وفاجر شخص اپنے گناہوں کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا ایک مکھی ہو

(۱) صحیح بخاری، ۷/۱۸۸، حدیث نمبر: (۶۳۰۸) اس کی تخریج ص (۱۵۳) میں گزر چکی ہے۔

جواس کی ناک پر سے گزرے تو وہ اسے یوں ہانک دے۔

چنانچہ مومن کے دل میں چونکہ نور ہوتا ہے اس لئے وہ بخشش پر اعتماد کر کے نہیں بیٹھتا بلکہ چھوٹے گناہ پر یقین کرتا ہے اور چھوٹے سے گناہ کو پہاڑ سمجھ کر اس کی ہلاکت انگیزی سے ڈرتا ہے' اور فاجر شخص کو چونکہ اللہ کی بابت بہت معمولی معرفت ہوتی ہے اس لئے وہ اللہ سے بہت کم ڈرتا ہے اور گناہ کو معمولی اور حقیر سمجھتا ہے(۱)۔

(۹) گناہ ومعصیت ذلت وخواری کا سبب ہے کیونکہ ہر طرح کی عزت اللہ کی اطاعت میں اور ہر طرح کی ذلت ورسوائی اللہ کی نافرمانی میں ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿من كان يريد العزة فلله العزة جميعاً﴾(۲)۔

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے۔

(۱) دیکھئے: فتح الباری، از حافظ ابن حجر، ۱۱/۱۰۵۔

(۲) سورۃ فاطر: ۱۰۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون﴾(۱)۔

عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے لیکن یہ منافقین جانتے نہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بعثت بين يدي الساعة بالسيف حتى يعبد الله وحده لا شريک له، وجعل رزقي تحت ظل رمحي، وجعل الذل والصغار على من خالف أمري، ومن تشبه بقومٍ فهو منهم''(۲)۔

(۱) سورۃ المنافقون: ۸۔

(۲) مسند احمد، ۲/۵۰، ۹۲، ومصنف ابن ابی شیبہ، ۵/۳۱۳، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی نے ارواء الغلیل (۵/۱۰۹) میں صحیح قرار دیا ہے۔

قیامت سے پہلے پہلے میں تلوار کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں تا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا اور کسی کی عبادت و پرستش نہ ہو، میری روزی میرے نیزے کے سائے میں رکھی گئی ہے، اور ذلت وخواری اس شخص کا مقدر بنادی گئی ہے جس نے میرے حکم کی مخالفت کی، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں شمار ہوگا۔

لٰہذا جسے عزت کی خواہش ہو وہ اسے اللہ کی اطاعت میں تلاش کرے کیونکہ عزت اللہ کی اطاعت ہی میں مل سکتی ہے۔ بعض سلف اپنی دعاء میں یوں کہا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے اپنی اطاعت سے عزت عطا فرما اور اپنی نافرمانی سے مجھے ذلیل ورسوا نہ کر''۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ لوگ گرچہ خچر اور (غیر عربی) گھوڑے پر سوار ہو کر شان وشوکت سے چلیں' لیکن گناہوں کی رسوائی ان کے دلوں سے جدا نہیں ہوسکتی' اللہ عزوجل اپنے نافرمان کو ذلیل و رسوا کر کے رہے گا'' (۱)۔

(۱) الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۳۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رأيت الذنوب تميت القلوب

وقد يورث الذل إدمانها

وترك الذنوب حياة القلوب

وخير لنفسك عصيانها

وهل أفسد الدين إلا الملوك

وأحبار سوء ورهبانها (١)

میں نے دیکھا ہے کہ گناہ دلوں کو مردہ کر دیتے ہیں اور یقیناً گناہ پر گناہ کرنا ذلت ورسوائی کا سبب ہوتا ہے' اور گناہوں کو چھوڑ دینا دلوں کی زندگی ہے اور تمہاری اپنی ذات کے حق میں گناہوں کی نافرمانی (کا ترک کر دینا) ہی بہتر ہے، اور دین کو شاہان' پادری حضرات اور علماء سوء ہی خراب کرتے ہیں۔

(۱۰) گناہ عقل کو خراب کر دیتے ہیں اور اس میں اثر انداز ہوتے ہیں'

(۱) الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۱۴۔

کیونکہ عقل میں ایک روشنی ہوتی ہے اور گناہ اس روشنی کو گل کردیتا ہے، اور جب عقل کی روشنی گل ہوجاتی ہے تو وہ کمزور اور ناقص ہوجاتی ہے اور جاتی رہتی ہے' اور کوئی شخص اس حد تک اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا کہ اس کی عقل ضائع ہوجائے کیونکہ قرآن' ایمان' موت اور جہنم کے نصیحت گر اسے ضائع ہونے سے روکتے ہیں، البتہ (اتنا ضرور ہے کہ) معصیت کے سبب دنیا و آخرت کی فوت ہونے والی بھلائی گناہ کے سبب حاصل ہونے والی لذت وسرور سے کئی گنا زیادہ ہے، تو کیا کوئی عقل سلیم سے بہرہ مند شخص ان تمام خرابیوں کے باوجود گناہوں کو معمولی اور آسان سمجھنے کا اقدام کرسکتا ہے؟؟

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ معصیت اگر عقل کو خراب نہیں کرتی تو اس کے کمال میں نقص ضرور پیدا کرتی ہے، چنانچہ آپ ایسے دو عقلمندوں کو جن میں سے ایک اللہ کا فرمانبردار اور دوسرا اللہ کا نافرمان ہو' نہیں پائیں گے' مگر ان میں سے فرمانبردار کی عقل نافرمان کی عقل سے کامل و اکمل' اس کی فکر سے درست تر' اس کی رائے سے صحیح تر ہوگی اور صواب دید اس کے حق میں ہوگی (۱)۔

---

(۱) الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۱۴۔

(۱۱) گناہ دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں، چنانچہ جب گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں تو گنہ گار کے دل پر مہر لگا دیتے ہیں اور وہ غافلوں میں سے ہوجاتا ہے، کیونکہ دل گناہ سے زنگ آلود ہوجاتا ہے، اور جب گناہ زیادہ ہوجاتا ہے تو زنگ غالب ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر زنگ سے گدلا ہوجاتا ہے' پھر زنگ بہت ہی زیادہ ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اس پر مہر اور تالا لگ جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں دل (مکمل طور پر) پردے اور اوٹ میں ہوجاتا ہے (۱)، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿كلا بل ران على قلوبهم ما كانوا يكسبون﴾ (۲)۔

ہرگز نہیں بلکہ ان کی بدعملی کے سبب ان کے دلوں پر زنگ چڑھ گیا ہے۔

(۱۲) گناہ دل کی غیرت کو مٹا دیتے ہیں، کیونکہ لوگوں میں سب سے زیادہ شریف اور بلند ہمت وہ شخص ہے جو اپنی ذات' اپنے خواص اور عام

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۵۳۔
(۲) سورۃ المطففین: ۱۴۔

لوگوں پر سب سے زیادہ غیرت مند ہو' اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ اپنی امت پر پوری مخلوق میں سب سے زیادہ غیرت مند تھے اور اللہ عز وجل آپ (ﷺ) سے بھی زیادہ غیرت مند ہے' اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے:

''أتعجبون من غيرة سعد؟ فوالله لأنا أغير منه، والله أغير مني، من أجل غيرة الله حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن، ولا شخص أغير من الله، ولا شخص أحب إليه العذر من الله، ومن أجل ذلک بعث الله المرسلين مبشرين ومنذرين، ولا شخص أحب اليه المدحة من الله، ومن أجل ذلک وعد الله الجنة''(۱)۔

(۱) متفق علیہ بروایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی ﷺ: ''لا شخص أغیر من اللہ''، ۸/۲۲۰، حدیث نمبر: (۷۴۱۶)، صحیح مسلم، کتاب اللعان، ۲/۱۱۳۶، حدیث نمبر: (۱۴۹۹)۔

کیا تم سعد (رضی اللہ عنہ) کی غیرت پر تعجب کرتے ہو؟ اللہ کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں' اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے، محض اللہ کی غیرت ہی کے سبب تمام ظاہری و باطنی فواحش ومنکرات کو حرام قرار دیا گیا ہے، کوئی بھی شخص اللہ سے زیادہ باغیرت نہیں ہوسکتا' اور کوئی شخص اللہ سے بڑھ کر عذر پسند نہیں ہوسکتا، اسی (عذر پسندی) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بشارت دینے اور ڈرانے والے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا، اور کوئی شخص اللہ عز وجل سے بڑھ کر مدح وستائش سے محبت کرنے والا نہیں ہوسکتا، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''يا أمة محمد ما أحد أغير من الله أن يرى عبده أو أمته أن يزني، يا أمة محمد لو تعلمون ما أعلم

لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً"(۱)۔

اے محمد (ﷺ) کی امت! اپنے غلام یا لونڈی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھ کر اللہ عز وجل سے بڑھ کر غیرت مند کوئی نہیں ہے، اے محمد (ﷺ) کی امت! جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لیتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله يغار وإن المؤمن يغار، وغيرة الله أن يأتي المؤمن ما حرم [الله] عليه"(۲)۔

بیشک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے، اور

(۱) صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ۶/۱۹۱، حدیث نمبر: (۵۲۲۱)۔

(۲) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، ۶/۱۹۶، حدیث نمبر: (۵۲۲۳) وصحیح مسلم، کتاب التوبہ، باب غیرۃ اللہ تعالیٰ وتحریم الفواحش، ۴/۲۱۱۴، حدیث نمبر: (۲۷۶۱)، الفاظ صحیح مسلم کے ہیں، اور قوسین کے درمیان کا لفظ صحیح بخاری میں ہے۔

اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسے اللہ نے اس پر حرام قرار دیا ہے۔

جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:

"إن من الغيرة ما يحب الله ومنها ما يبغض الله، ومن الخيلاء ما يحب الله ومنها مايبغض الله، فأما الغيرة التي يحب الله فالغيرة في ريبة، وأما التي يبغض الله فالغيرة في غير الريبة، والاختيال الذي يحب الله اختيال الرجل بنفسه عند القتال وعند الصدقة، والاختيال الذي يبغض الله عز وجل الخيلاء في الباطل"(۱)۔

(۱) سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب الاختیال فی الصدقہ، ۵/۷۸، حدیث نمبر: (۲۵۵۸)، مسند احمد، ۵/۴۴۵، اس حدیث کی سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۱۹۹۶) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک شاہد ہے، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو اس کی دیگر سندوں کی بنیاد پر ارواء الغلیل (۷/۵۸، حدیث نمبر: ۱۹۹۹) میں حسن قرار دیا ہے۔

کچھ غیرتیں اللہ کو محبوب ہیں اور کچھ غیرتیں مبغوض ہیں، اور کچھ تکبر اللہ کو محبوب ہیں اور کچھ تکبر مبغوض ہیں، چنانچہ جو غیرت اللہ کو محبوب ہے وہ شک وشبہہ کے موقع پر کی جانے والی غیرت ہے اور جو غیرت اللہ کو مبغوض وہ غیر شک وشبہہ کے موقع پر کی جانے والی (بے جا) غیرت ہے، اور جو تکبر اللہ کو محبوب ہے وہ جہاد اور صدقہ کے وقت آدمی کا اپنی ذات پر تکبر کرنا ہے اور جو تکبر اللہ کو مبغوض ہے وہ (امر) باطل میں تکبر کرنا ہے۔

شک وشبہہ کے موقع پر غیرت کا مطلب تہمت وتردد کی جگہوں میں غیرت کرنا ہے جس کا فائدہ خوف وتنبیہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور اگر غیرت غیر شک وشبہہ کے موقع پر ہو تو وہ نفرت اور فتنہ کا سبب بنتی ہے(۱)، اور صدقہ میں تکبر یہ ہے کہ آدمی سخی اور فیاض ہو، بہ طیب خاطر اور شرح صدر کے ساتھ مال خرچ کرے، زیادہ کو بہت زیادہ نہ سمجھے، جو کچھ بھی خرچ کرے اسے کم ہی سمجھے، اور جنگ میں تکبر یہ ہے کہ اس میں چستی،

(۱) دیکھئے: حاشیہ سندی بر سنن نسائی، ۵/۷۹۔

طاقت اور پامردی کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لے(۱)۔

مقصود یہ ہے کہ گنہ گار شخص جس قدر گناہوں میں لت پت ہوتا ہے وہ گناہ اس کے نفس، اہل وعیال اور عام لوگوں کے تئیں اس کے دل سے غیرت ختم کر دیتے ہیں، اور اس کے دل میں غیرت کو بہت ہی کمزور کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بری چیزوں کو برا نہیں سمجھتا نہ اپنی ذات کے تعلق سے اور نہ ہی اپنے علاوہ کسی اور کے تعلق سے، اور جب انسان اس حد تک پہنچ جائے تو (یوں سمجھو کہ) وہ ہلاکت کے دروازہ میں داخل ہو گیا ہے، اسی لئے دیوث (۲) مخلوق کا سب سے بدترین شخص قرار پایا ہے اور اس پر جنت حرام ہے، کیونکہ اس کے پاس غیرت نام کی چیز ہی نہیں ہوتی، (اور) اسی لئے وہ اہل وعیال میں برائی پر راضی ہو جاتا ہے۔ یہ چیز اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ غیرت دین کی بنیاد ہے، جس کے پاس غیرت

(۱) دیکھئے: شرح سیوطی بر سنن نسائی، ۵/۷۹۔

(۲) ''دیوث'' اس شخص کو کہتے ہیں جسے اپنے اہل خانہ کے سلسلہ میں کوئی غیرت نہ ہو، بلکہ وہ اپنے گھر میں (جنسی) برائی دیکھ کر بھی خاموشی برتے۔ (مترجم)

نہیں اس کے پاس دین نہیں، چنانچہ غیرت دل کی حفاظت کرتی ہے اور دل کے لئے اعضاء و جوارح کی حفاظت کرتی ہے، برائی اور فحاشی دور کرتی ہے جبکہ بے غیرتی دل کو مردہ کر دیتی ہے اور اسی کے سبب اعضاء و جوارح بھی مردہ ہو جاتے ہیں، ان میں دفع کرنے کا سرے سے ملکہ ہی باقی نہیں رہتا، اس چیز سے غیرت کی اہمیت اور اس کا مقام و مرتبہ واضح ہوتا ہے (۱)۔

(۱۳) گناہ دل سے حیا کو ختم کر دیتے ہیں جو ہر بھلائی کی اصل اور بنیاد ہے، حیاء کا ختم ہونا ساری بھلائی کا ختم ہو جانا ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحياء خير كله" أو قال: "الحياء كله خير" (۲)۔

حیاء مکمل طور پر خیر ہی خیر ہے، یا فرمایا: حیاء سراپا خیر و بھلائی ہے۔

نیز انہی سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی لابن القیم، ص ۱۳۰، ۱۳۱۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب لایمان، ۱/۶۴، حدیث نمبر: (۳۷)۔

آپ نے فرمایا:

" الحياء لا يأتي إلا بخير " (۱)۔

حیاء خیر و بھلائی ہی لاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ گناہ بندے کی حیاء کو کمزور کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ بسا اوقات حیاء پورے طور پر ختم ہو جاتی ہے، چنانچہ (اس کے نتیجہ میں) لوگوں کو اس کی بری حالت کا علم یا اس کی اطلاع ہونے سے اس پر سرے سے کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ بہت سے گنہ گار لوگ (بذات خود) اپنی حالت اور اپنے کالے کرتوت کی خبر دیتے ہیں، انہیں اس چیز پر آمادہ کرنے والی شے (کلی طور پر) شرم و حیاء کا فقدان ہوتا ہے، اور جب بندے کی یہ حالت ہو جائے تو اس کی اصلاح و درستی کی کوئی صورت باقی نہیں رہ جاتی (۲)، ایسے شخص پر نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی

---

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الحیاء، ۷/۱۳۰، حدیث نمبر: (۶۱۱۷) وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان، ۱/۶۴، حدیث نمبر: (۳۷)۔

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۰ تا ۱۳۳۔

(درج ذیل) حدیث کے دو معانی میں سے کوئی ایک معنیٰ صادق آتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"إن مما أدرک الناس من کلام النبوة الأولیٰ : إذا لم تستح فاصنع ما شئت"(۱)۔

پہلی (سابقہ) نبوت کی جو باتیں لوگوں کو ملی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے: جب تمہیں حیاء نہ آئے تو جو چاہو کرو۔

ع بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اس حدیث کی دو تفسیریں ہیں:

پہلی تفسیر: یہ ہے کہ یہ حدیث وعید اور دھمکی پر محمول ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جسے شرم وحیاء نہیں ہوتی ہے وہ جو برائی کرنا چاہتا ہے کر گزرتا ہے، کیونکہ برائیوں کے ترک کرنے پر آمادہ کرنے والی چیز حیاء ہی ہے، اور جب اس میں حیاء جو برائیوں سے متنبہ کرتی ہے' مفقود ہے تو وہ شخص برائیوں میں لامحالہ واقع ہوگا، یہی (اس حدیث کا) مشہور معنیٰ ہے۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب، ۴/۱۸۳، حدیث نمبر: (۳۴۸۳)۔

دوسری تفسیر: یہ ہے کہ جب تمہیں کوئی کام کرنے میں اللہ سے حیاء نہیں آتی ہے تو وہ کام کر ہی لو، جبکہ (حقیقت میں) اللہ سے شرم وحیاء کرتے ہوئے اسے ترک کرنا ہی مناسب اور بہتر ہے۔

چنانچہ پہلا معنیٰ وعید کے طور پر ہے' جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿اعملوا ما شئتم إنه بما تعملون بصیر﴾(۱)۔

جو چاہو کرو، بیشک وہ تمہارے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔

اور دوسرا معنیٰ اجازت اور جواز کے لئے ہے(۲)۔

(۱۴) گناہ دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیتے ہیں، چنانچہ آپ گنہ گار کو ہمیشہ ڈرتا' گھبراتا اور مرعوب ہی پائیں گے، کیونکہ اطاعت اللہ کا وہ عظیم قلعہ ہے کہ اس میں جو بھی داخل ہوتا ہے دنیا وآخرت کے عذاب سے امن وامان میں ہوجاتا ہے اور اس سے جو نکل جاتا ہے خوف ودہشت اور

(۱) سورۃ حم السجدہ: ۴۰۔
(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۳۲، وجامع الاصول لابن الاثیر، ۳/۶۲۱۔

خطرناکیاں اسے ہر جانب سے گھیر لیتی ہیں، چنانچہ جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے اس کے حق میں خوفناکیاں امن وسکون میں بدل جاتی ہیں، اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اس کا امن وسکون خوف ورعب میں بدل جاتا ہے، جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر چیز سے امن میں داخل کر دیتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا ہے اللہ اسے ہر چیز سے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے(۱)۔

(۱۵) گناہ دل کو مریض بنا دیتا ہے اور اسے اس کی صحت واستقامت سے ہٹا کر مرض وانحراف کا شکار بنا دیتا ہے، دلوں میں گناہوں کی تاثیر اسی طرح ہوتی جس طرح جسموں میں بیماریوں کی تاثیر، بلکہ گناہ ہی دلوں کی بیماریاں ہیں، اور گناہوں کا ترک کرنا ہی ان کی دوا اور علاج بھی، اور جس طرح اپنی نفسانی خواہشات پر قابو پانے والے کا ٹھکانہ جنت ہوتا ہے اسی طرح اطاعت گزار کا دل اس دنیوی زندگی میں ایک ایسی پیشگی جنت میں ہوتا ہے جس سے سرفراز مند کی نعمت کے مثل کوئی نعمت ہی نہیں، اور آپ ہرگز یہ نہ سوچیں کہ اللہ عزوجل کا فرمان:

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم ص ۱۴۳، ۱۴۴۔

﴿إن الأبرار لفي نعيم، وإن الفجار لفي جحيم﴾ (۱)۔

یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار لوگ جہنم میں ہوں گے۔

محض آخرت کی نعمت وعذاب کے ساتھ خاص ہے، بلکہ یہ فرمان دنیوی ٗ برزخی اور قرار (یعنی اخروی) تینوں زندگیوں کو شامل ہے، چنانچہ یہ (نیکوکار) لوگ نعمتوں میں اور یہ (بدکار) لوگ جہنم میں ہوں گے۔ اور نعمت درحقیقت دل کی نعمت اور عذاب دراصل دل کا عذاب ہے، اسی لئے بعض صالحین نے کہا ہے: بیشک دنیا میں ایک جنت ہے جو اس میں نہ داخل ہو سکا وہ آخرت کی جنت میں بھی داخل نہ ہوگا، اور ایک دوسرے (بزرگ) فرماتے ہیں: اگر شاہوں اور شہزادوں کو ہمیں عطا ہونے والی نعمتوں کا علم ہو جائے تو وہ اس کے لئے ہم سے تلواروں سے مقابلہ کریں (۲)۔

(۱۶) گناہ نفوس انسانی کو حقیر وذلیل بنا دیتے ہیں اور انہیں ریزہ ریزہ

(۱) سورۃ الانفطار: ۱۳، ۱۴۔

(۲) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۴۷۔

کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ انتہائی حقیر اور کمتر ہو جاتی ہیں، جبکہ اطاعت اور نیکی انہیں بڑھاتی، پروان چڑھاتی اور مانجھ کر صیقل کرتی ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿قد أفلح من زكاها وقد خاب من دساها﴾ (۱)۔

جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا۔ اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔

مطلب یہ ہے کہ جس نے نفس کو اللہ کی اطاعت کے ذریعہ پروان چڑھایا، اسے ظاہر و بلند کیا وہ کامیاب و کامراں ہوا، اور جس نے اللہ کی نافرمانی سے اسے پوشیدہ رکھا اور اس کی تحقیر و تذلیل کی وہ ناکام و نامراد ہوا، چنانچہ اطاعت نفس انسانی کو عزت و سربلندی عطا کرتی ہے یہاں تک کہ وہ سب سے زیادہ شریف، عظیم، اور پاکیزہ و برتر ہو جاتی ہے، (الغرض) نفس کو شرافت، بڑائی اور عزت و رفعت عطا کرنے والی اللہ کی اطاعت کے مثل کوئی چیز نہیں، اور اسے ذلت، رسوائی اور حقارت سے دوچار کرنے والی اللہ

(۱) سورۃ الشمس: ۹، ۱۰۔

کی نافرمانی کے مثل کوئی چیز نہیں (۱)۔

(۱۷) دل کو دھنسانا اور اس کی صورت بگاڑ دینا، دل کے دھنسنے کی علامت یہ ہے کہ دل ہمیشہ گندگیوں، برائیوں اور گری ہوئی چیزوں کے گرد گھومتا پھرے، جبکہ جس دل کو اللہ تعالیٰ بلندی اور قربت عطا کرتا ہے وہ ہمیشہ عرش الٰہی کے گرد گھومتا رہتا ہے، رہا دل کا مسخ ہونا تو بعض دل گناہوں کے سبب اس طرح مسخ ہو جاتے ہیں جس طرح صورت مسخ ہو جاتی ہے، چنانچہ دل (مکمل طور پر) اعمال، اخلاق اور طبیعت میں حیوان کے دل کی طرح ہو جاتا ہے، اور بعض دل مسخ ہو کر سور کے دل کی طرح ہو جاتے ہیں اور بعض دل مسخ ہو کر کتے، گدھے یا سانپ یا بچھو کے دل کی طرح ہو جاتے ہیں، بعض لوگ عام درندوں کے ہم اخلاق ہوتے ہیں، اور بعض لوگ اپنے کپڑوں میں (بظاہر) خوبصورت بنتے ہیں جس طرح مور اپنی پنکھ میں خوبصورت نظر آتا ہے، اور بعض لوگ گدھے وغیرہ کی طرح کند ذہن اور

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۴۹۔

بودے ہوتے ہیں(۱)۔

(۱۸) گناہ دل کو الٹ دیتے ہیں یہاں تک کہ اسے باطل حق اور حق باطل، معروف منکر اور منکر معروف نظر آتا ہے، کوئی چیز فاسد ہوتی ہے اسے درست نظر آتی ہے، وہ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدتا ہے اور اپنے آپ کو ہدایت یاب سمجھتا ہے، یہ ساری چیزیں دل پر جاری ہونے والے گناہوں کی سزائیں ہیں(۲)۔

(۱۹) گناہ سینے کو تنگ کر دیتے ہیں، چنانچہ جو جرائم میں واقع ہوتا ہے اور اللہ کی اطاعت سے اعراض کرتا ہے اس کے انحراف واعراض کے اعتبار سے اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للإسلام ومن يرد أن يضله يجعل صدره ضيقاً حرجاً كأنما يصعد في السماء كذلک يجعل الله الرجس على الذين لا

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۲۱۳، ۲۱۴۔

(۲) دیکھئے: مصدر سابق، ص۲۱۵۔

يؤمـــنون﴾(۱)۔

تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ راستہ پر ڈالنا چاہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کو بے راہ کرنا چاہے اس کے سینہ کو بہت تنگ کر دیتا ہے، جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر ناپاکی مسلط کر دیتا ہے۔

چنانچہ سینہ کی تنگی کے عظیم ترین اسباب میں سے اللہ عزوجل سے اعراض، غیر اللہ سے دل لگانا، اللہ کی یاد سے غفلت اور اس کے علاوہ سے محبت وغیرہ ہیں، کیونکہ جو اللہ کے علاوہ کسی اور سے محبت کرتا ہے، اسے اس کی پاداش میں عذاب ہوگا اور اس کا دل اسی کی محبت کا قیدی ہو جائے گا(۲)۔

(ب) دین پر گناہوں کے اثرات:

(۲۰/۱) گناہ سے گناہ ہی اگتے ہیں، اور گناہ ایک دوسرے کو جنم دیتے ہیں، اور (پھر) بندے کے لئے گناہ سے چھٹکارا پانا بڑا مشکل ہوتا ہے،

(۱) سورۃ الانعام: ۱۲۵۔

(۲) دیکھئے: زاد المعاد، لابن القیم، ۲/۲۵۔

جیسا کہ بعض سلف کہتے ہیں: بیشک گناہ کا خمیازہ اس کے بعد گناہ کا ارتکاب‘ اور نیکی کا ثواب اس کی بعد نیک عمل کی توفیق ہے، اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ نیکی اور گناہ پائیدار حالت اور لازمی وصف بن جاتے ہیں، اگر نیک آدمی نیکی اور اطاعت کا کام بند کردے تو اسکا نفس اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اس پر تنگ ہوجائے گی یہاں تک کہ اطاعت کی طرف لوٹ آئے، اور مجرم شخص اگر گناہ کا عمل ترک کرکے اطاعت گزار بن جائے تو اس کا نفس اور اس کا سینہ تنگ ہوجائے گا یہاں تک کہ وہ گناہ کی طرف لوٹ آئے (۱)۔

لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ اطاعت کی طرف متوجہ ہو اور گناہ ترک کردے‘ اور اللہ سے اس بات کا سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کو اس کے نزدیک محبوب بنادے‘ اسے اس کے دل میں مزین اور آراستہ کردے، اور کفر‘ فسق اور نافرمانی کو اس کے نزدیک مبغوض و ناپسندیدہ بنادے اور اسے ہدایت یافتگان میں شامل فرمائے۔

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۸۔

(۲/۲۱) گناہ اطاعت سے محروم و نامراد کردیتے ہیں، چنانچہ اگر گناہ کی صرف یہی سزا ہو کہ وہ کسی ایک اطاعت سے روک کر اس کا بدل بن جائے اور دوسری نیکی کی راہ روک دے تو اس کے نقصان دہ ہونے کے لئے یہی کافی ہے، حالانکہ گناہ (بے شمار) نیکیوں سے محروم کرتا ہے اور اعمال صالحہ کی راہیں کاٹ دیتا ہے (۱)۔

(۳/۲۲) گناہ گنہ گار بندے کے اللہ کے یہاں ذلیل ہونے اور اس کی نظر سے گر جانے کا سبب ہے، حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ’’(گناہ گار لوگ) اللہ کے یہاں ذلیل ہوئے اس لئے اللہ کی نافرمانی کی‘ اور اگر اللہ کے یہاں عزت دار ہوتے تو اللہ ان کی حفاظت فرماتا‘‘ (۲)۔

اور اگر بندہ اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہوجائے تو اسے کوئی عزت نہیں دے سکتا، جیسا کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ومن يهن الله فما له من مكرم﴾ (۳)۔

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۶، ۲۱۲۔

(۲) دیکھئے: مصدر سابق، ص ۲۱۲۔

(۳) سورۃ الحج: ۱۸۔

اور جسے اللہ ذلیل کردے اسے کوئی عزت دینے والانہیں۔

اگرلوگ ان کے ڈر سے یا حاجت براری کے لئے بظاہران کی تعظیم و تکریم بھی کریں تو بھی (درحقیقت) وہ ان کے دلوں میں حقیر و ذلیل ہی ہوں گے(۱)۔

(۴/۲۳) گناہ بندے کورسول اللہ ﷺ کی لعنت کا مستحق بنا دیتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے چھوٹے بڑے گناہ پرلعنت فرمائی ہے' لہٰذا ان کے مرتکبین بدرجۂ اولیٰ لعنت کے مستحق ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے گودنا گودنے والی اور گودنا گودوانے والی اور بال جوڑنے والی اور بال جوڑوانے والی عورت پرلعنت فرمائی ہے(۲)، اور بال اکھیڑنے والی اور بال اکھڑوانے والی نیز حسن کی خاطر دانتوں کے درمیان فاصلہ کرواکراللہ کی تخلیق کو بدلنے والی پرلعنت فرمائی ہے(۳)' اسی طرح سود کھانے والے'

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۲۱۲۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر، ۷/ ۸۱، حدیث نمبر: (۵۹۳۳)، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلہ،۳/ ۱۶۷۷، حدیث نمبر: (۲۱۲۴)۔

(۳) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، ۷/ ۸۱، حدیث نمبر: (۵۹۳۱)، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلہ،۳/ ۱۶۷۸، حدیث نمبر: (۲۱۲۵)۔

کھلانے والے' اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پرلعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سب کے سب (گناہ میں) برابر ہیں(۱)، نیز رسول اللہ ﷺ کا ایک گدھے کے پاس سے گزر ہوا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا' تو آپ نے فرمایا:

"لعن الله الذي وسمه"(۲)۔

اس کے داغنے والے پراللہ کی لعنت ہو۔

اسی طرح آپ نے چور پرلعنت فرمائی ہے کہ (اگر) انڈا چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے رسی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے(۳)، اسی طرح غیراللہ کے لئے قربانی کرنے والے' بدعتی کو پناہ دینے والے' اپنے والدین پرلعنت کرنے والے اور زمین کے نشان

(۱) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا وموکلہ، ۳/ ۱۲۱۸، حدیث نمبر: (۱۵۹۷)۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب للباس والزینہ، باب النھی عن ضرب الحیوان فی وجھہ ووسمہ فیہ، ۳/ ۱۶۷۳، حدیث نمبر: (۲۱۱۷)۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب الحدد، باب حد السرقۃ ونصابھا،۳/ ۱۳۱۴، حدیث نمبر: (۱۶۸۷)۔

(حد بندیاں) بدلنے والے پر لعنت فرمائی ہے(۱)، اسی طرح مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے(۲)، اسی طرح شراب' شرابی' ساقی' اس کے فروخت کرنے والے، خریدنے والے' نچوڑنے والے' نچوڑوانے والے' لادنے والے' لدوانے والے اور اسکی قیمت کے کھانے والے پر لعنت فرمائی ہے(۳)، اسی طرح نشانہ لگانے کے لئے کسی ذی روح چیز کو باندھ کر مارنے والے پر لعنت فرمائی ہے(۴)، نیز تصویر کشی کرنے والے

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ ولعن فاعلہ، ۳/ ۱۵۶۷، حدیث نمبر: (۱۹۷۸)۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، حدیث نمبر: (۵۸۸۵)۔

(۳) سنن ابوداود، کتاب الاشربہ، باب العنب یعصر للخمر، ۳/ ۳۲۶، حدیث نمبر: (۳۶۷۴)، ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، باب لعنت الخمر علی عشرۃ اوجہ، ۲/ ۱۱۲۲، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ابوداود (۲/ ۷۰۰) میں صحیح قرار دیا ہے، بین القوسین کے الفاظ سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب النھی عن صبر البھائم، ۳/ ۱۵۵۰، حدیث نمبر: (۱۹۵۸)۔

پر لعنت فرمائی ہے(۱)، اسی طرح اپنی ماں اور باپ کو برا بھلا کہنے (گالی دینے) والے' نابینا کو غلط راہ دکھانے والے' چوپائے سے بدفعلی کرنے والے' قوم لوط کا عمل (اغلام بازی) کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے(۲)' اسی طرح رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے(۳)' اسی طرح کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والیوں' ان پر مسجد بنانے اور چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے(۴)' اسی طرح عورت کی پچھلی شرمگاہ

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب من لعن المصور، ۷/ ۸۸، حدیث نمبر: (۵۹۶۲)۔

(۲) مسند احمد، ۱/ ۲۱۷، علامہ احمد محمد شاکر نے مسند احمد کی (اپنی) شرح میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، ۳/ ۲۶۶، حدیث نمبر: (۱۸۷۵)۔

(۳) سنن ترمذی، کتاب الاحکام، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی، ۳/ ۶۱۳، حدیث نمبر: (۱۳۳۶)، سنن ابوداود، کتاب الاقضیہ، باب کراھۃ الرشوۃ، ۳/ ۳۰۰، حدیث نمبر: (۳۵۸۰)، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ابن ماجہ (۲/ ۳۴)' ارواء الغلیل (حدیث نمبر: ۲۶۲۶) اور صحیح سنن ابوداود (حدیث نمبر: ۳۰۵۵) میں صحیح قرار دیا ہے۔

(۴) سنن ابوداود، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ النساء للقبور، ۳/ ۲۱۸، حدیث نمبر: (۳۲۳۶)، سنن ترمذی، ۲/ ۱۳۶، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح سنن ترمذی (۱/ ۳۰۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

میں جنسی عمل کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے(۱)، نیز بتایا ہے کہ اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑ کر رات گزارنے والی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں(۲)' نیز اس بات کی خبر دی ہے کہ جو اپنے بھائی کی طرف لوہے سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں(۳)' نیز اللہ عز وجل نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کو ایذا پہنچانے والے پر اپنی کتاب میں لعنت فرمائی ہے(۴)' نیز زمین میں فساد پھیلانے والے' اللہ کے عہد و پیمان کو توڑنے والے اور اللہ نے جس کو جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹنے والے پر لعنت فرمائی ہے(۵)' نیز اللہ کی نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو

---

(۱) سنن ابوداود، کتاب النکاح، باب ماجاء فی جامع النکاح،۲/۲۴۹، حدیث نمبر:(۲۱۶۲)، اس حدیث کو علامہ شیخ البانی نے صحیح سنن ابوداود(۲/۴۰۶) میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) صحیح بخاریم کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأۃ مھاجرۃ فراش زوجھا،۶/۱۸۳، حدیث نمبر: (۵۱۹۳)۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن الاشارۃ بالسلاح الی المسلم،۴/۲۰۲۰، حدیث نمبر:(۲۶۱۶)۔

(۴) دیکھئے: سورۃ الاحزاب:۵۷۔

(۵) دیکھئے: سورۃ الرعد:۲۵۔

چھپانے والوں پر لعنت فرمائی ہے(۱)' اسی طرح بھولی بھالی' پاک دامن مومنہ عورتوں پر فحش کاری (زنا) کی تہمت لگانے والوں پر لعنت فرمائی ہے(۲)، اسی طرح کافروں کی راہ کو مومنوں کی راہ سے زیادہ مبنی بر ہدایت سمجھنے والوں پر لعنت فرمائی ہے(۳)' نیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کے علاوہ اور بہت سی دوسری چیزوں پر لعنت فرمائی ہے' اگر ان کے ارتکاب میں صرف اتنی ہی قباحت ہو کہ ان کا مرتکب اللہ' اس کے رسول ﷺ اور فرشتوں کے لعنت کردہ لوگوں میں سے ہونے پر راضی ہے تو محض اتنی چیز ہی اسے اس گناہ سے رکنے پر آمادہ کرنے کے لئے کافی ہے، لہٰذا عقلمند کو چاہئے کہ ہر قسم کے گناہ سے دور رہے تاکہ فلاح و کامرانی سے ہمکنار رہو، واللہ المستعان(۴)۔

---

(۱) دیکھئے: سورۃ البقرہ:۱۵۹۔

(۲) سورۃ النور:۲۳۔

(۳) سورۃ النساء:۵۱،۵۲۔

(۴) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۱۵تا۱۱۹۔

(۵/۲۴) رسول اکرم ﷺ اور فرشتوں کی دعاء (رحمت) سے محرومی:

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے استغفار کا حکم دیا ہے، نیز بیان فرمایا ہے کہ فرشتے بھی ان کے لئے استغفار کرتے ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿الذين يحملون العرش ومن حوله يسبحون بحمد ربهم ويؤمنون به ويستغفرون للذين آمنوا ربنا وسعت كل شيءٍ رحمةً وعلماً فاغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلک وقهم عذاب الجحيم، ربنا وأدخلهم جنات عدنٍ التي وعدتهم ومن صلح من آبائهم وأزواجهم وذرياتهم إنک أنت العزيز الحكيم، وقهم السيئات ومن تق السيئات يومئذٍ فقد رحمته وذلک هو الفوز العظيم﴾(۱)۔

عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے

(۱) سورۃ غافر (المومن): ۷تا۹۔

رب کی تسبیح حمد کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں' اور ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے' پس تو انہیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انہیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انہیں ہیشگی والی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان کو جو نیکو کار ہیں' بیشک تو غالب و باحکمت ہے۔ اور انہیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ' حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچالیا اس پر تیرا رحم ہوا' اور یہی عظیم کامیابی ہے۔

یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کے پیروکار (جن کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں)' توبہ کرنے والے مومنوں کے حق میں فرشتوں کی دعاء ہے، لہٰذا ان مومنوں کے علاوہ کوئی (اپنے حق میں) اس دعا کی قبولیت کی خواہش نہ کرے(۱)۔

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۱۹ تا ۱۲۰۔

(۶/۲۵) گناہ خود فراموشی کا باعث ہے نیز اللہ عزوجل کے اپنے بندے کو بھلا دینے کا سبب ہے' اور جب اللہ تعالیٰ بندے کو بھلا دیتا ہے تو یہ ہلاکت کی وہ منزل ہوتی ہے جس سے نجات کی کوئی امید نہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿یا أیها الذین آمنوا اتقوا الله ولتنظر نفس ماقدمت لغدٍ واتقوا الله إن الله خبیر بما تعملون، ولا تكونوا كالذین نسوا الله فأنساهم أنفسهم أولئک هم الفاسقون﴾(۱)۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا (ذخیرہ) بھیجا ہے' اور ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو' اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا' اور ایسے ہی لوگ فاسق ہوتے ہیں۔

(۱) سورۃ الحشر: ۱۸، ۱۹۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو اس کا تقویٰ ترک کر دیتا ہے وہ اس کا مواخذہ اس طرح کرتا ہے کہ اسے اس کی ذات یعنی اس کی مصلحتوں' اور اسے اللہ کے عذاب سے نجات دینے والی چیزوں نیز ابدی زندگی' اس کی لذت کا کمال' فرح وسرور اور اس کی نعمت کو واجب کرنے والی چیزوں سے غافل کر دیتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ اپنی عظمت' خوف اور اپنے حکم کی بجا آوری سے غافل ہونے کی جزا کے طور پر ان چیزوں سے غافل کرتا ہے، چنانچہ آپ گنہ گار کو پائیں گے کہ وہ اپنی ذاتی مصلحتوں کو ضائع و پامال کرنے والا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنے ذکر سے غافل کر دیتا ہے' وہ اپنی خواہشات نفسانی کا اسیر ہو جاتا ہے' اس کی دنیوی واخروی مصلحتیں ضائع ہو جاتی ہیں اور وہ اپنی ابدی سعادت کے حصول میں کوتاہی ہی کرتا ہے، اور معمولی لذت کے عوض اسے تبدیل کر دیتا ہے وہ محض ایک جلد فنا ہونے والا ساز وسامان ہوتا ہے جس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی، جیسا کہ کہا گیا ہے:

أحلام نوم أو كظل زائل

إن اللبيب بمثلها لا يخدع

(یہ) جھوٹے خواب یا ڈھلتی چھاؤں کی مانند ہیں، دانشمند اس طرح کی چیزوں سے فریب نہیں کھاتا۔

اور سب سے بڑی سزا بندے کا اپنے نفس کو بھلا دینا' پامال کر دینا' اس کے نصیبہ اور اللہ کی جانب سے اس کے معاون کو ضائع کر دینا نیز دھوکہ' ذلت ورسوائی اور حقیر وکمتر قیمت کے عوض اسے فروخت کر دینا ہے، چنانچہ بندہ (گنہ گار) ایسی چیز کو ضائع کر دیتا ہے جس سے اسے بے نیازی اور جس کا کوئی عوض ہی نہیں ہے، (شاعر کہتا ہے):

من كل شيءٍ إذا ضيعته عوض

ومامن الله إن ضيعته عـوض

ہر چیز کو جسے آپ ضائع کر دیں (کھو دیں) کوئی نہ کوئی عوض ہوتا ہے، (لیکن) اگر آپ اللہ کو ضائع کر دیں تو اس کا کوئی عوض نہیں۔

چنانچہ اللہ عزوجل اپنے سوا ہر چیز کا عوض عطا فرماتا ہے، اور کوئی بھی شے اس (اللہ) کا عوض عطا نہیں کر سکتی (۱)۔

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۵، ۱۳۶ و ۱۹۰ تا ۱۹۵۔

(۲۶/۷) گناہ گناہ گار کو احسان کے دائرہ سے خارج کر دیتا ہے' کیونکہ گناہوں کا انجام یہ ہے کہ وہ گنہ گار کو محسنین کے ثواب سے محروم کر دیتا ہے' اس لئے کہ جب دل میں احسان ہوتا ہے تو وہ اسے گناہوں سے روکتا ہے، کیونکہ محسن اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہے کہ گویا وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے' اور عبادت کا یہ وصف بندہ اور اس کے گناہ کے ارادہ کے درمیان حائل ہو جاتا ہے چہ جائے کہ وہ گناہوں میں واقع ہو(۱)۔

(۲۷/۸) گناہ مومنوں کے ثواب کو ضائع کر دیتا ہے' اور جس سے مومنوں کا ثواب اور ان سے اللہ کا حسن دفاع فوت ہو جائے تو سمجھ لو کہ اس سے وہ ساری بھلائی فوت ہو گئی جسے اللہ عزوجل نے اپنی کتاب (قرآن) میں ایمان پر مرتب فرمایا ہے، اور وہ تقریباً خیر وبھلائی کی سو خصلتیں ہیں' ان میں سے ہر خصلت دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے، چند خصلتیں درج ذیل ہیں:

(الف) اجر عظیم: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۷۔

﴿**وسوف يؤتي الله المؤمنين أجراً عظيماً**﴾(۱)۔

عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم سے نوازے گا۔

(ب) ان سے دنیا و آخرت کی برائیاں دور کرنا: ارشاد باری ہے:

﴿**إن الله يدافع عن الذين آمنوا**﴾(۲)۔

بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں کا دفاع کرتا ہے۔

(ج) ان سے اللہ کی دوستی، اور اللہ تعالیٰ جسے اپنا دوست رکھتا ہے اسے ذلیل نہیں کرتا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿**الله ولي الذين آمنوا**﴾(۳)۔

اللہ ایمان والوں کا ولی اور دوست ہے۔

(د) ان کے لئے درجات، بخشش اور باعزت روزی ہے۔

﴿**لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم**﴾(۴)۔

---

(۱) سورۃ النساء:۱۴۶۔

(۲) سورۃ الحج:۳۸۔

(۳) سورۃ البقرہ:۲۵۷۔

(۴) سورۃ الانفال:۴۔

ان کے لئے ان کے رب کے پاس درجات، بخشش اور باعزت روزی ہے۔

(ھ) ان کے لئے اللہ کی معیت (ساتھ): ارشاد باری ہے:

﴿**وأن الله مع المتقين**﴾(۱)۔

اور بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

(و) دنیا و آخرت میں رفعت و سربلندی: ارشاد ہے:

﴿**يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات**﴾(۲)۔

اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان لانے والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے۔

(ز) عزت: اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿**ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا**

---

(۱) سورۃ الانفال:۱۹۔

(۲) سورۃ المجادلہ:۱۱۔

يعلمون﴾(۱)۔

عزت تو صرف اللہ، اس کے رسول (ﷺ) اور مومنوں ہی کے لئے ہے، لیکن منافقین نہیں جانتے۔

(ح) اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت کے دو حصے اور ایک ایسا نور عطا فرمائے گا جس میں وہ چلیں گے، اور ان کے گناہوں کی بخشش فرمائے گا(۲)۔

(ط) خوف کی شدت (قیامت) کے روز انہیں خوف سے امن وسکون عطا فرمائے گا، ارشاد الٰہی ہے:

﴿فمن آمن و أصلح فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون﴾(۳)۔

جو لوگ ایمان لائے اور اصلاح کی انہیں نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

---

(۱) سورۃ المنافقون:۸۔

(۲) دیکھئے: سورۃ الحدید:۲۸۔

(۳) سورۃ الانعام:۴۸۔

(ی) قرآن ان کے لئے ذریعہ ہدایت اور شفاء ہے، ارشاد ہے:

﴿قل هو للذين آمنوا هدىً وشفاء والذين لا يؤمنون في آذانهم وقر وهو عليهم عمىً أولئک ينادون من مكانٍ بعيد﴾(۱)۔

آپ کہہ دیجئے! کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن اور) بوجھ ہے، اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دور دراز جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ ایمان دنیا وآخرت میں ہر طرح کی بھلائی کے حصول کا سبب ہے اور دنیا وآخرت کی ہر برائی کا سبب ایمان سے محرومی ہے، چنانچہ بندے کو کیسے زیب دیتا ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جو اس کے لئے دنیا وآخرت میں خسارے کا سبب ہو، کیونکہ گناہوں پر اصرار کرنا دلوں پر زنگ چڑھ جانے کا سبب ہے، اور اس پر برقرار رہنے سے اس بات کا بھی

---

(۱) سورۃ حم السجدہ:۴۴۔

اندیشہ ہے کہ وہ کہیں ایسی چیز کا ارتکاب نہ کر بیٹھے جو اسے ایمان سے مکمل طور پر خارج کر دے' اسی بنیاد پر سلف صالحین (گناہوں سے) بہت زیادہ ڈرتے تھے، بعض سلف کا قول ہے: ''تم گناہوں سے ڈرتے ہو اور میں کفر سے ڈرتا ہوں'' (۱)۔

(۹/۲۸) گناہ بندے اور اس کے رب کے درمیان قطع تعلق پیدا کرتا ہے' اور جب بندے اور اس کے رب کے درمیان تعلق منقطع ہو جاتا ہے تو اس سے بھلائی کے سارے اسباب منقطع ہو جاتے ہیں اور برائی کے تمام اسباب جڑ جاتے ہیں، چنانچہ جس سے بھلائی کے سارے اسباب منقطع ہو گئے ہوں نیز اس کے اور اس کے آقا و مولا جس سے اسے پل بھر کے لئے بھی بے نیازی نہیں' کے درمیان سے واسطے ٹوٹ گئے ہوں اس کے لئے کیسی کامیابی' کون سی امید اور کیسی زندگی؟ (۲)۔

(۱۰/۲۹) گناہ گنہ گار کو شیطان کا اسیر' اس کی شہوت کا غلام اور اس کی نفسانی خواہشات کا قیدی بنا دیتا ہے، اور جو شخص اپنے (سب سے) بڑے

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۹ و ۲۱۷ تا ۲۱۹۔

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۵۵، ۱۹۵، ۱۴۴۔

دشمن کی قید میں ہو اس سے زیادہ بدحال قیدی کوئی نہیں' نہ خواہشات کی بندش سے تنگ کوئی بندش ہے اور نہ ہی شہوت کی قید سے پریشان کن کوئی قید و بند، چنانچہ جو دل کسی کی قید و بند میں ہو وہ اللہ اور دار آخرت کی طرف کیسے چل سکتا ہے؟ واللہ المستعان (۱)۔

(۱۱/۳۰) گناہ گنہ گار کو سافلین (نچلے اور پست طبقے والوں) میں سے بنا دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دو طرح سے پیدا فرمایا ہے: علیہ (اونچے اور بلند طبقے والے) اور سفلہ (نیچے اور پست طبقے والے)' اور علیہ کا ٹھکانہ علیین بنایا ہے اور سفلہ کا ٹھکانہ پست کر دیا ہے (سافلین بنایا ہے)' نیز اپنے اطاعت گزاروں کو دنیا و آخرت میں سربلندی عطا فرمائی ہے اور اپنے نافرمانوں کو دنیا و آخرت میں ذلت و پستی کی تہوں میں ڈال دیا ہے (۲)۔

(۱۲/۳۱) گناہ کرامت و بزرگی کو ختم کر دیتا ہے، گناہوں کا انجام اللہ

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۵۰۔

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۶۱۔

عزوجل کے نزدیک قدر ومنزلت اور بزرگی کا گر جانا بھی ہے، کیونکہ اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے باعزت شخص وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو(۱)، اور سب سے زیادہ قریب قدر ومنزلت والا وہ ہے جو اس کا سب سے زیادہ اطاعت گزار ہو، اللہ کی اطاعت کے مطابق ہی اللہ کے نزدیک کسی بندے کا مقام ومرتبہ ہوتا ہے، جب بندہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے تو وہ اللہ کی نگاہ سے گر جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اسے بندوں کی نگاہ سے بھی گرا دیتا ہے، اور جب مخلوق کے درمیان اس کا کوئی مقام ومرتبہ اور وزن نہیں ہوتا ہے تو وہ اسی حساب سے اس سے معاملہ بھی کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں وہ گمنامیٔ بے قدری اور خستہ حالی کے درمیان بڑی بری زندگی گزارتا ہۓ نہ اس کا کوئی احترام ہوتا ہے، نہ ہی فرحت و مسرتٔ کیونکہ گمنام اور بے قدر و قیمت ہونا ہر طرح کے فکر وغم اور حزن و ملال کا سبب ہوتا ہے، جس میں خوشی ومسرت کا کوئی تصور ہی نہیں، جبکہ اطاعت شعار بندے پر اللہ کی سب سے عظیم نعمت یہ ہے کہ دونوں جہاں

(۱) ﴿**إن أكرمكم عند الله أتقاكم**﴾[سورة الحجرات:۱۳]۔

میں اس کا ذکر بلند کر دے اور اس کی قدر و قیمت بڑھا دے(۱)۔

(۱۳/۳۲) گناہ گار سے اللہ کی نفرت وکراہت، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿**والله لا يحب كل كفار أثيم**﴾(۲)۔

اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گناہ گار سے محبت نہیں کرتا۔

نیز ارشاد ہے:

﴿**إن الله لا يحب من كان خواناً أثيماً**﴾(۳)۔

بیشک اللہ تعالیٰ کسی بھی خیانت کرنے والے گناہ گار سے محبت نہیں کرتا۔

(ج) جسم پر گناہوں کے اثرات:

گناہ گار کے جسم پر بھی گناہوں کے کچھ اثرات ہوتے ہیں، بطور مثال چند اثرات حسب ذیل ہیں:

(۱/۳۳) شرعی سزائیں: اگر گنہ گار کو سابقہ سزاؤں سے کوئی خوف و

(۱) دیکھئے: الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي، لابن القيم، ص ۱۵۱۔
(۲) سورة البقرة: ۲۷۶۔
(۳) سورة النساء: ۱۰۷۔

دہشت نہ ہواور وہ اپنے دل پر ان کا کوئی اثر نہ پائے‘ تو اسے چاہئے کہ وہ جرائم پر اللہ عز وجل اور اس کے رسول ﷺ کی متعین کردہ سزاؤں اور عقوبتوں کی طرف دیکھے (ان سے عبرت حاصل کرے) جو حدود‘ کفارے اور تنبیہی سزائیں ہیں۔

حدود:

جیسے مرتد کا قتل‘ زنا کاری‘ چوری، تہمت تراشی اور شراب خوری وغیرہ کی حدیں۔

یہ حدود (درج ذیل) پانچ ضرورتوں کی حفاظت کرتی ہیں:

دین‘ جان‘ نسل‘ عقل اور مال۔

اللہ عز وجل نے محض ان پانچ ضرورتوں کی حفاظت ہی کے لئے یہ حدیں مشروع فرمائی ہیں۔

کفارے:

یہ قتل خطا‘ ظہار(۱) اور رمضان کے دن‘ حالت احرام‘ ایام حیض ونفاس

(۱)''ظہار'' ظہر سے ماخوذ ہے جس کے معنی پشت کے ہوتے ہیں، اصطلاح میں ==

وغیرہ میں بیوی سے ہمبستری کر لینے اور قسم کے کفارے ہیں۔

تعزیرات (تنبیہی سزائیں):

یہ سزائیں مسلمان حاکم کی صوابدید پر مبنی ہیں‘ وہ ان کے ذریعہ زجر و توبیخ کرتا ہے(۱) تنبیہی سزائیں حدود کے درجہ تک نہیں پہنچتیں، الا یہ کہ جرم بہت سنگین ہو تو تعزیر قتل تک بھی پہنچ سکتی ہے، اور یہ تمام چیزیں حاکم کی خواہش نفس کے مطابق نہیں بلکہ شرعی قواعد کے مطابق ہیں (۲)۔

(۲/۳۴) قدری سزائیں: اس کی دو قسمیں ہیں:

== ظہار اس عمل کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ تم مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہو، (یا محرمات میں سے کسی کی بھی پشت کی طرح کہے)، ایسا کرنے والے پر بالترتیب تین کفارے ہیں: ۱-ایک غلام آزاد کرنا، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو ۲-مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ۳-ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا، کفارے کی ادائیگی کے بغیر وہ اپنی بیوی سے ہمبستری نہیں کرسکتا۔ (مترجم)

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۰۸ تا ۲۱۱، المعاصی واثرھا علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص ۱۱۶ تا ۱۱۸۔

(۲) مجلۃ البحوث الاسلامیہ، مجریہ از رئاسۃ البحوث العلمیہ (شمارہ: ۲۱، ص ۳۵۵) میں نشا آور اشیاء کی اسمگلنگ کرنے اور اس کی ترویج کرنے والے کے بارے میں ہیئۃ کبار العلماء کی قرار داد نمبر: (۱۳۸) ملاحظہ فرمائیں۔

دل وجان پر،اورجسم ومال پر۔

دل وجان کو ہونے والی قدری سزائیں وہ وجودی آلام ومصائب ہیں جن سے دل دوچار ہوتا ہے، نیز ان مواد کو کاٹ دینا ہے جن پر اس کی زندگی اور صلاح ودرستگی کی بنیاد قائم ہے، اور جب یہ مواد اس سے کاٹ دیئے جائیں گے تو دل ان کے برعکس چیزوں سے دوچار ہوگا۔

جسموں پر قدری سزاؤں کی دوقسمیں ہیں:

دنیا کی قدری سزائیں اور آخرت کی قدری سزائیں۔

مقصود یہ ہے کہ گناہوں کی سزائیں دوطرح کی ہوتی ہیں، شرعی سزائیں اور قدری سزائیں' اور یہ سزائیں یا تو دل پر ہوتی ہیں یا جسم پر، یا دل وجسم دونوں پر' اور کچھ سزائیں مرنے کے بعد برزخی زندگی میں اور کچھ جسموں کے حشر کے دن ہوں گی (۱)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قدری سزائیں انسان کو اس کے دین' یا دنیا' یا دین ودنیا دونوں میں لاحق ہونے والے فتنے' مصیبتیں اور آلام ومصائب کی

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۰۸ تا ۲۱۱۔

دیگر تمام قسموں اور شکلوں کے ذریعہ ابتلاء وآزمائش ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں:

ایک وہ جو بلندئ درجات کے لئے ہوتی ہیں، دوسرے وہ جو گناہوں کی معافی کے لئے ہوتی ہیں اور تیسرے وہ جو انسان پر اس کے ظلم وسرکشی اور اپنے رب کی نافرمانی کی سزا کے طور پر ہوتی ہیں۔

یہ آخری درجہ جرم وگناہ کے اعتبار سے مسلم وکافر دونوں کو شامل ہے (۱)۔

(۳/۳۵) گناہ جسم کو کھوکھلا کر دیتے ہیں' کیونکہ مومن کی اصل قوت اس کے دل میں ہوتی ہے' جس قدر اس کے دل میں قوت پیدا ہوگی اسی قدر اس کا جسم بھی قوی تر ہوگا، رہا فاسق وفاجر شخص تو وہ گرچہ جسمانی طور پر طاقتور کیوں نہ ہو لیکن ضرورت کے وقت کمزور سے کمزورتر ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کی طاقت وقوت اس کے نفس کی شدید ضرورت کے وقت اس کی خیانت کر جاتی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فارس وروم کی جسمانی قوت پر غور

(۱) دیکھئے: المعاصی واثرھا علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص ۱۱۸۔

کرو کہ کس طرح شدید ضرورت کے موقع پر ان کی قوت نے انہیں دھوکا دے دیا، اور اہل ایمان نے اپنی جسمانی وقلبی قوت (ایمان) کے بل بوتے انہیں تہس نہس کر دیا''(۱)۔

(د) روزی پر گناہوں کے اثرات:

(۱/۳۶) گناہ روزی سے محروم کر دیتے ہیں: اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کبھی گناہ کے سبب انسان روزی سے محروم ہو جاتا ہے، اور جس طرح اللہ کا تقویٰ حصول رزق کا ذریعہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ومن يتق الله يجعل له مخرجاً، ويرزقه من حيث لا يحتسب﴾(۲)۔

جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کے لئے سبیل نکال دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۰۶۔
(۲) سورہ الطلاق:۲،۳۔

اسی طرح اللہ کے تقویٰ کا ترک کرنا فقر ومحتاجی کا سبب ہے، یہی (مذکورہ) آیت کریمہ کا مفہوم ہے، کیونکہ جو شخص اللہ کا تقویٰ نہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے نہ سبیل بنائے گا اور نہ ہی اسے ایسی جگہ سے روزی ہی عطا کرے گا جس کا اسے وہم وگمان بھی نہ ہو، اور گناہوں کے ترک کی طرح حصول رزق کا کوئی ذریعہ نہیں ہے(۱)۔

(۲/۳۷) گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں: گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں اور عذاب اتارتے ہیں، بندے سے جو بھی نعمت زائل ہوتی ہے یا اس پر جو بھی عذاب اترتا ہے وہ گناہ ہی کے سبب ہوتا ہے، جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ہر مصیبت گناہ ہی کے سبب نازل ہوتی ہے اور ہر مصیبت توبہ ہی سے ختم ہوتی ہے''(۲)، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفو

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۰۴۔
(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۴۲۔

عن كثير﴾(۱)۔

تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے٬ اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ذلک بأن الله لم یک مغیراً نعمة أنعمها علی قوم حتی یغیروا ما بأنفسهم﴾(۲)۔

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ وہ خود اپنی اس حالت کو نہ بدل دیں جو کہ ان کی اپنی تھی٬ اور یہ کہ اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کسی کو عطا کردہ نعمت کو اس وقت تک نہیں بدلتا ہے جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل لے، وہ اس طور پر کہ اللہ کی اطاعت کو نافرمانی سے٬ شکر کو ناشکری سے٬ رضا وخوشنودی کے اسباب کو غیظ وغضب

(۱) سورۃ الشوری:۳۰۔

(۲) سورۃ الانفال:۵۳۔

کے اسباب سے بدل لے، جب وہ (اپنی حالت) بدلتا ہے تو اس کی نعمت بھی برابر سرابر بدلے کے طور پر بدل دی جاتی ہے، اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

اگر بندہ گناہ کو اطاعت سے بدل دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عافیت کے بدلہ سزا٬ اور عزت کے بدلہ ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بأنفسهم وإذا أراد الله بقوم سوءاً فلا مرد له وما لهم من دونه من والٍ﴾(۱)۔

کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے٬ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ بدلا نہیں کرتا اور سوائے اس کے کوئی بھی ان کا کارساز نہیں۔

(۱) سورۃ الرعد:۱۱۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إذا كنت في نعمةٍ فارعـــها

فإن المعاصي تـزيل النـعم

وحطها بطاعـة رب العـــباد

فرب العباد سريع النـقم (۱)

جب تم کسی نعمت میں ہوتو اس کی دیکھ ریکھ (حفاظت) کرو، کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں، اور ان (گناہوں) کو بندوں کے رب کی اطاعت کے ذریعہ مٹادو، کیونکہ بندوں کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے۔

(۳/۳۸) گناہ مال کی برکت کو ختم کر دیتے ہیں اور کبھی تو کلی طور پر مٹادیتے ہیں، اسی میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص اپنی خرید وفروخت میں جھوٹ بولے گا اور سامانوں کے عیوب چھپائے گا، سزا کے طور پر اس کی برکت ختم کر دی جائے گی، چنانچہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۴۲۔

ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"البيعان بالخيار مالم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما" (۱)۔

خرید وفروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جبتک دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اگر دونوں سچ سچ بولیں گے اور معاملات واضح رکھیں گے تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ہوگی اور اگر دونوں چھپائیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو دونوں کی خرید وفروخت کی برکت مٹادی جائے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أدى الله عنه، ومن

(۱) متفق علیہ: صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا، ۳/۱۴، حدیث نمبر: (۲۰۷۹)، مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق فی البیع والبیان، ۳/۱۱۶۴، حدیث نمبر: (۱۵۳۲)۔

أخذها يريد إتلافها أتلفه الله "(١)۔

جوشخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیت سے لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی ادائیگی کے اسباب مہیا فرمائے گا' اور جو اسے ضائع و برباد کرنے کی نیت سے لے گا اللہ اسے ضائع کردے گا۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگوں کا مال ادا کرنے (لوٹانے) کی غرض سے لے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا میں فراخی وکشادگی پیدا کرے اس پر اس کی ادائیگی آسان کردے گا، یا اس کی جانب سے قیامت کے روز اس کا ضمانت دار ہو جائے گا، اور جو لوگوں کا مال ہڑپ کرنے کی نیت سے لے گا اس کی معیشت اور مال و دولت میں تباہی واقع ہو جائے گی، اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے(٢)۔

(ھ) فرد پر گناہوں کے عام اثرات:

(١) صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من اخذ اموال الناس یرید اداء ھا او اتلافھا، ٣/١١٣، حدیث نمبر: (٢٣٨٧)۔

(٢) دیکھئے: فتح الباری شرح صحیح بخاری، لابن حجر، ٥/٥٤۔

(١/٣٩) گناہ عمر، روزی، علم، عمل اور طاقت کی برکتیں مٹادیتا ہے، اور مجموعی طور پر دین و دنیا کی ساری برکتیں ختم کردیتا ہے، چنانچہ آپ اللہ عزوجل کے نافرمان سے بڑھ کر زندگی' اور دین و دنیا میں بے برکت شخص کسی کو نہ پائیں گے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ولو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض﴾(١)۔

اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔

چنانچہ گناہ ہر چیز کی برکت کو مٹانے کا سبب ہیں، لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ گناہوں سے دور بھاگے تا کہ اسے اپنے دین اور دنیا میں برکت حاصل ہو(٢)۔

(١) سورۃ الاعراف: ٩٦۔

(٢) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم ص ١٥٧ تا ١٦١۔

(۲/۴۰) گناہ مذمت و برائی کا سبب ہیں' کیونکہ گناہوں کی تباہ کاریوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ گناہ گار کی ذات سے مدح وستائش اور شرافت کے نام چھین کر ذلت وخواری اور مذمت کے نام چسپاں کر دیتے ہیں، چنانچہ اس سے مومن' نیکوکار' محسن' متقی' اطاعت گزار' ولی' زاہد' صالح' عابد اور اچھا وغیرہ جیسے نام سلب کر کے بدکار' گنہ گار' مخالف' بد' فسادی' کمینہ' جھوٹا' خائن' قطع تعلق کرنے والا' دھوکے باز اور فاسق وفاجر جیسے اسماء سے موسوم کر دیتا ہے' اگر گناہ کی تباہ کاری صرف اسی حد تک ہو کہ وہ گنہ گار کو ان بدترین القاب اور انہیں واجب کرنے والی اشیاء کا مستحق بناتا ہے تو (اتنے سے ہی) عقل ان سے روکنے کی باعث ہے، واللہ المستعان (۱)۔

(۳/۴۱) گناہ، انسان پر اس کے دشمنوں کو مسلط کر دیتے ہیں' یہ گنہ گار پر گناہوں کی سزاؤں میں سے ہے' چنانچہ (گناہ) اذیت' گمراہ گری' وسوسہ' ڈرانے' غمگین کرنے اور جس چیز میں اس کی مصلحت ہو اس سے غافل کرنے کے ذریعہ شیطانوں کو اس پر مسلط کر دیتے ہیں، اسی طرح اس کے

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۵۲۔

حاضر اور غائب ہونے کی صورت میں ان تمام چیزوں کے ذریعہ جن سے انسانی شیاطین کو اسے اذیت پہنچانا ممکن ہوتا ہے اس پر مسلط کر دیتے ہیں، نیز اس پر اس کے اہل وعیال' خدمتگاروں' اولاد اور اس کے ہمسایوں کو اس کے خلاف جری بنا دیتے ہیں، گناہوں کی قباحت کے لئے یہی کافی ہے، واللہ المستعان (۱)۔

(۴/۴۲) گناہ بندے کو اپنے نفس کے سامنے کمزور کر دیتا ہے، یہ گناہوں کی سب سے بڑی تباہی ہے، کیونکہ جب بندہ اپنے نفس (پر قابو پانے) کا سخت حاجتمند ہوتا ہے تو وہ اس کی خیانت کرتے ہیں، کیونکہ ہر شخص کو اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ جو چیز اس کے لئے اس کی دنیا و آخرت میں نفع بخش اور ضرر رساں ہو اس کی معرفت حاصل کرے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا شخص وہ ہے جسے ان تمام چیزوں کی تفصیلی معرفت ہو، اور گناہ اس علم ومعرفت کے حصول اور دائمی بلند نصیبہ (خوش قسمتی) کو وقتی معمولی نصیبہ پر ترجیح دینے میں بندے کی خیانت کرتے ہیں،

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۶۶۔

چنانچہ اسے علمی کمال اور دنیا و آخرت میں اس کے لئے جو چیز زیادہ نفع بخش
اور مناسب و بہتر ہوتی ہے اس میں دلچسپی لینے سے روک دیتے ہیں۔ جب
بندہ کسی برائی میں واقع ہوتا ہے اور اسے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی
ضرورت ہوتی ہے تو اس کے دل و جان اور اعضاء جسمانی اس کی خیانت
کرتے ہیں، اور اس کی مثال اس آدمی کی سی ہوتی ہے جس کے پاس کوئی
زنگ آلود تلوار ہو اور وہ نیام میں اس طرح پیوست ہو کہ جب وہ اسے کھینچے
تو وہ نہ نکلے، عین اسی موقع پر اسے جانی دشمن کا سامنا ہو جائے، اور جب وہ
اپنا ہاتھ تلوار کے دستانے پر رکھ کر اسے سونتنے کی کوشش کرے تو وہ نکلے ہی
نہ، اور انجام کار یہ ہو کہ دشمن اس پر قابو پا کر اس کا کام تمام کر دے، بعینہ اسی
طرح دل پر گناہوں کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور مرض میں لت پت ہو جاتا
ہے، اور جب بندہ کو دشمن کے مقابلہ کی ضرورت ہوتی ہے تو اسے اس سے
کوئی سہارا نہیں ملتا، بندہ تو اپنے دل ہی سے مقابلہ کرتا ہے، اعضاء و
جوارح دل کے تابع ہوتے ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ بندہ جب کسی پریشانی یا مصیبت یا آزمائش میں مبتلا

ہوتا ہے تو اس کا دل، زبان اور اس کے اعضاء اس کے حق میں مفید ترین
شے سے اسکی خیانت کرتے ہیں، چنانچہ اس کا دل اللہ پر توکل، اس کی
طرف رجوع و انابت اور اس کے سامنے تواضع و انکساری کرنے پر آمادہ
نہیں ہوتا، اس کی زبان اللہ کے ذکر کے لئے راضی نہیں ہوتی، اور اگر وہ
اپنی زبان سے اللہ کا ذکر بھی کرتا ہے تو دل و زبان کو اکٹھا نہیں کر پاتا
(اخلاص نہیں اپناتا)، ایسی صورت میں وہ غافل و بے توجہ دل سے اللہ کا
ذکر کرتا ہے، اور اگر وہ اپنے اعضاء سے کسی نیکی کے ذریعہ تعاون چاہتا ہے
تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں، اس کی تابعداری نہیں کرتے، یہ تمام چیزیں
گناہوں اور نافرمانیوں کے اثرات ہیں۔

اس سے بھی بڑھ کر ایک خوفناک اور تباہ کن امر یہ ہے کہ گنہ گار کا دل اور
زبان جانکنی اور اللہ کی طرف منتقلی کے وقت اسے دھوکہ دے دیں، اور
بسا اوقات اس پر کلمۂ شہادت کی ادائیگی بھی دشوار ہو جائے جیسا کہ لوگوں
نے عالم جانکنی میں مبتلا ہونے والے بہت سے لوگوں پر اس قسم کی چیزوں کا
مشاہدہ کیا ہے۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اس قسم کے بہت سے واقعات

ذکر فرمائے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دانشمند شخص نے اپنی موت کے وقت کہا: ''ایک فلس (روپیہ) اللہ کے لئے، ایک فلس اللہ کے لئے''، یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کرگئی، اور ایک تاجر سے اس کی موت کے وقت ''لا الہ الا اللہ'' کہنے کے لئے کہا گیا تو وہ کہنے لگا: ''یہ ٹکڑا سستا ہے' یہ خریدنے کے لئے اچھا ہے'' اور اسی حالت میں وفات پا گیا، اسی طرح ایک اور شخص کو ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کی گئی تو اس نے کہا: ''جب بھی میں یہ کلمہ کہنا چاہتا ہوں' میری زبان ہی رک جاتی ہے''، ان کے علاوہ اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں(۱)، ہم اللہ سے دنیا وآخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۵/۴۳) مکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کا مکر' دھوکے باز کے ساتھ اللہ کا دھوکہ' استہزاء و مذاق کرنے والے کے ساتھ اللہ کا استہزاء و مذاق اور حق سے مائل و منحرف کے دل کو اللہ کا مزید منحرف کردینا، یہ ساری چیزیں گناہوں کی تباہیاں اور نقصانات ہیں، ہم اللہ سے عافیت کا سوال

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۶۸ تا ۱۷۱۔

کرتے ہیں(۱)۔

(۶/۴۴) دنیا اور عالم برزخ میں تنگ زندگی اور آخرت میں عذاب' یہ ساری چیزیں گناہوں کی تباہیاں ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ومن أعرض عن ذكري فإن له معيشةً ضنكاً ونحشره يوم القيامة أعمى﴾(۲)۔

اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی اور ہم اسے قیامت کے روز اندھا کرکے اٹھائیں گے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر جو ذکر نازل فرمایا ہے اس سے اعراض کرنے والوں کی زندگی دنیا' برزخ اور آخرت تمام جگہوں میں تنگ اور پریشان کن رہے گی، آنکھ کو ٹھنڈک' دل کو سکون اور نفس کو اس اللہ کی ذات سے مل سکتا ہے جو معبود برحق ہے اور اس کے سوا ہر معبود باطل ہے، چنانچہ جس کی آنکھ کو اللہ سے ٹھنڈک حاصل

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۱۵۔
(۲) سورۃ طٰہ: ۱۲۴۔

ہوجائے' اس سے ہر آنکھ کو ٹھنڈک مل جائے گی اور جس کی آنکھ اللہ سے
ٹھنڈی نہ ہوگی اس کا نفس دنیا پر حسرت وافسوس کرتے ہوئے گھلتا پگھلتا
اور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا رہے گا (۱)۔

(۴۵/۷) گناہ گار کے معاملات کی دشواری: یہ ان عظیم چیزوں میں
سے ہے جن سے گنہ گار دوچار ہوتا ہے، چنانچہ گنہ گار جس معاملہ کی طرف
بھی رخ کرتا ہے اسے اپنے خلاف بند یا دشوار گذار ہی پاتا ہے، جس
طرح تقویٰ شعار کا معاملہ اللہ تعالیٰ آسان کر دیتا ہے' اسی طرح جو اللہ کا
تقویٰ ترک کر دیتا ہے اللہ اس کا معاملہ دشوار کر دیتا ہے، تعجب ہے کہ بندہ
کیسے خیر و بھلائی کے سارے دروازے اپنے لئے بند' اور اس کی راہیں
دشوار گزار پاتا ہے اور اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ یہ کیوں اور کیسے
ہو رہا ہے؟ (۲)۔

(۴۶/۸) گناہ عمر کم کر دیتا ہے اور اس کی برکت مٹا دیتا ہے، اور اس

(۱) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۱۶۔
(۲) الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۵۔

سے کوئی چارۂ کار بھی نہیں، کیونکہ جس طرح نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے
اسی طرح گناہ اور فجور سے عمر میں کمی پیدا ہوتی ہے، علماء کرام کا اس (کی
تشریح) کے سلسلہ میں اختلاف ہے، ایک جماعت کہتی ہے کہ گنہ گار کی عمر
میں کمی کا مطلب اس کی عمر کی برکت کا ختم ہونا اور مٹ جانا ہے، یہ حق ہے
اور یہ گناہوں کے بعض اثرات ہیں۔

اور ایک جماعت کہتی ہے کہ گناہ جس طرح رزق میں کمی پیدا کرتا ہے
اسی طرح حقیقت میں عمر میں بھی کمی کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزی
میں برکت کے بہت سے اسباب مہیا فرمائے ہیں جن سے اس میں اضافہ
اور بڑھوتری ہوتی ہے، اور عمر میں برکت کے بہت سے اسباب بتائے ہیں
جن سے اس میں اضافہ اور زیادتی ہوتی ہے، جس طرح کچھ اسباب کی بنا پر
عمر میں کمی ہوتی ہے اسی طرح چند اسباب کی بنا پر عمر میں اضافہ اور بڑھوتری
ہونا ممتنع نہیں ہے، کیونکہ روزی' مدت' زندگی' صحت و بیماری' مالداری و
فقیری اگرچہ اللہ عزوجل کی قضا وقدر سے متعین کردہ ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کچھ
اسباب کی بنا پر جو اپنے مسببات کی متقاضی ہوتی ہیں جو چاہتا ہے فیصلہ

فرما دیتا ہے۔

ایک دوسری جماعت کہتی ہے: عمر کے کم کرنے میں گناہوں کی تاثیر اس اعتبار سے ہے کہ حقیقی زندگی دل کی زندگی ہے اور انسان کی عمر اس کی زندگی کی مدت ہے، چنانچہ اس کی عمر اللہ کی اطاعت میں گزری ہوئی زندگی کے اوقات ہیں اور یہی اس کی عمر کی گھڑیاں ہیں' چنانچہ نیکی' تقویٰ اور اطاعت سے ان اوقات میں اضافہ ہوتا ہے جو اس کی حقیقی عمر ہے جس کے سوا اس کی کوئی عمر ہی نہیں ہے، اور جب بندہ اللہ سے اعراض کرتا ہے اور گناہوں میں مصروف ہوجاتا ہے تو اس کی حقیقی زندگی کے ایام ضائع ہوجاتے ہیں(۱)۔

(۹/۴۷) اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں سے گناہ گار کی ہیبت ختم کر دیتا ہے'

یہ بھی گناہوں کی ایک تباہی ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح گنہ گار کا معاملہ معمولی اور حقیر وکمتر ہوجاتا ہے اسی طرح وہ خود بھی لوگوں (کی نگاہوں اور دلوں) میں کمتر اور حقیر ہوجاتا ہے، جس قدر بندہ اللہ سے محبت

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۰۷۔

کرتا ہے اس قدر لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں، اور جس قدر وہ اللہ سے ڈرتا ہے اسی قدر لوگ بھی اس سے ڈرتے ہیں اور جس قدر وہ اللہ اور اس کی حرام کردہ چیزوں کی تعظیم کرتا ہے اسی قدر لوگ بھی اس کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں۔ کیسے بندہ اللہ کی حرمات کو پامال کرتا ہے اور اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ لوگ اس کی حرمتوں کو پامال نہ کریں؟ اور کیسے وہ اپنے اوپر اللہ کے حق کو حقیر سمجھتا ہے اور اللہ اسے لوگوں کی نظروں میں حقیر نہ کرے گا؟ اور کیسے وہ اللہ کی نافرمانیوں کا استخفاف کرتا ہے اور مخلوق اس کا استخفاف وتوہین نہ کرے گی(۱)، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ومن يهن الله فما له من مكرم﴾ (۲)۔

اور جسے اللہ ذلیل کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔

(و) اعمال پر گناہوں کے اثرات:

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض حالات میں اعمال بھی گناہوں سے

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۱۳۴۔

(۲) سورۃ الحج: ۱۸۔

متاثر ہوتے ہیں، چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

(۱/۴۸) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"لأعلمن أقواماً من أمتي يأتون يوم القيامة بحسناتٍ أمثال جبال تهامة بيضاً، فيجعلها الله عز وجل هباءً منثوراً" قال ثوبان رضي الله عنه: يارسول الله: صفهم لنا، جلهم لنا، أن لانكون منهم ونحن لا نعلم، قال: "أما إنهم إخوانكم ومن جلدتكم ويأخذون من الليل كما تأخذون، ولكنهم أقوام إذا خلوا بمحارم الله انتهكوها"(۱)۔

میں اپنی امت کے کچھ ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر الذنوب، ۲/ ۱۴۱۸، علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو سلسلہ الاحادیث الصحیحہ (۳/ ۱۷، حدیث نمبر: ۵۰۵) اور صحیح سنن ابن ماجہ (۲/ ۴۱۷) میں صحیح قرار دیا ہے۔

تہامہ کے پہاڑوں کے مثل سفید اور روشن نیکیاں لے کر آئیں گے تو اللہ عزوجل انہیں بکھرے ہوئے ذرات کے مثل بنادے گا، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں ان کا وصف بتا دیجئے اور ان کی حالت ذرا واضح کر دیجئے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے شعوری میں ہم بھی انہی میں سے ہو جائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! یہ تمہارے ہی بھائی ہوں گے اور تمہاری ہی قوم ونسل کے ہوں گے اور جس طرح تم رات میں عبادت کرتے ہو یہ بھی کریں گے، لیکن یہ ایسے لوگ ہوں گے کہ جب تنہائی میں ہوں گے تو اللہ کی حرمتوں کو پامال کریں گے۔

میں کہتا ہوں: شاید ان لوگوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھا ہوگا، یا کوئی ایسا عمل کیا ہوگا جو انہیں دین اسلام سے خارج کر دے، یا ان کے قرض خواہ ہوں گے جنھیں یہ ساری نیکیاں اٹھا کر دے دی جائیں گی، واللہ عزوجل اعلم۔

(۲/۴۹) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''أتدرون من المفلس؟'' قالوا: المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع. فقال:''إن المفلس من أمتي يأتي يوم القيامة بصلاة، وصيام، وزكاة، ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفک دم هذا، وضرب هذا، فيعطى هذا من حسناته، وهذا من حسناته، فان فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه، أخذ من خطاياهم فطرحت عليه، ثم طرح في النار''(۱)۔

کیاتم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہمارے درمیان مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ ہی کوئی سرمایہ، تو آپ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز' روزہ اور زکاۃ لے کرآئے گا اور ساتھ ہی (یہ بدیاں

(۱) صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب، باب تحریم الظلم ۴/ ۱۹۹۷، حدیث نمبر: (۲۵۸۱)۔

بھی لے کرآئے گا کہ) اسے گالی دیا ہوگا، اس پر تہمت لگایا ہوگا، اس کا مال ناحق کھایا ہوگا، اس کا خون (ناحق) بہایا ہوگا، اسے مارا ہوگا، تو (نتیجہ میں) اس کی کچھ نیکیاں اسے دے دی جائیں گی، اور کچھ نیکیاں اسے دے دی جائیں گی، اور اگر اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی' تو ان کی بداعمالیاں (گناہ) اس پر ڈال دی جائیں گی اور پھر اسے جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا۔

ثانیاً: سماج ومعاشرہ پر گناہوں کے اثرات:

معاشروں اور قوموں پر بھی گناہوں کے بڑے عظیم اثرات مرتب ہوتے ہیں، بطور مثال چند نمونے حسب ذیل ہیں:

(۱/۵۰) گناہوں کے سبب امتوں (اور قوموں) کی تباہی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا وآخرت کے تمام نقصانات گناہوں کے سبب ہی ہوتے ہیں، چنانچہ بابا آدم اور مائی حوا علیہما السلام کو جنت جیسی لذت ونعمت اور فرحت وسرور کی منزل سے نکال کر آلام ومصائب اور حزن

وملال کی دنیا میں کس چیز نے ڈالا؟

ابلیس کو آسمان کی ملکوت سے کس نے نکالا، اور کس نے اسے راندۂ درگاہ کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے ظاہر و باطن کو مسخ کر کے اسے بدنما اور قبیح کس نے بنایا؟ اور کس جرم کی پاداش میں اس کی قربت کو دوری، رحمت کو لعنت، خوبصورتی کو بدصورتی، جنت کو دہکتی بھڑکتی جہنم اور ایمان کو کفر سے تبدیل کر دیا گیا؟

اور کس چیز نے تمام زمین والوں کو غرقاب کیا یہاں تک کہ پانی پہاڑوں کی چوٹیوں تک جا پہنچا؟

کس چیز نے قوم عاد پر طوفانی ہوا مسلط کی یہاں تک کہ اس نے انہیں مسطح زمین پر مردہ کر کے پٹخ دیا گویا کہ وہ کھجور کی کھوکھلی شاخیں ہوں؟ اور ان کے جن گھروں، کھیتیوں اور جانوروں سے بھی اس کا گزر ہوا اسے تہس نہس کر کے رکھ دیا، یہاں تک کہ وہ قیامت تک کی تمام قوموں کے لئے عبرت و نصیحت بن کر رہ گئے؟

کس چیز نے قوم ثمود پر چیخ بھیجی جس نے ان کے جسموں کے اندر ہی

ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا اور ان کا نام ونشان تک بھی باقی نہ رہا؟

کس چیز نے اغلام بازی میں ملوث بستیوں کو اٹھایا یہاں تک کہ ان کے کتوں کی آواز فرشتوں نے سنی اور پھر انہیں پلٹ کر تہ و بالا کر دیا اور سب کے سب ہلاک و برباد ہو گئے، پھر ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی، اور انہیں بیک وقت کئی ایسی سزائیں دیں جسے ان کے علاوہ کسی اور قوم کو نہ دی، ان کی روش پر چلنے والوں کا بھی وہی حشر ہوگا، یہ چیز ظالموں سے کچھ دور نہیں؟

قوم شعیب (علیہ السلام) پر سایوں کی شکل میں بادل کا عذاب کس نے بھیجا، اور جب بادل عین ان کے سروں کے بالمقابل ہوا تو دہکتی آگ کی شکل میں ان پر برس پڑا؟

کس چیز نے فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں غرقاب کیا، پھر ان کی روحیں جہنم میں منتقل کر دی گئیں، چنانچہ جسم غرقاب ہوئے اور روحیں جہنم رسید!!

قارون کو اس کے گھر، مال و دولت اور اہل وعیال سمیت کس چیز نے زمین میں دھنسا دیا؟

نوح علیہ السلام کے بعد کی قوموں کو کس چیز نے طرح طرح کے عذاب سے دوچار کر کے پوری طرح تباہ و برباد کر دیا؟

صاحب یٰسین کی قوم کو کس چیز نے چیخ کے عذاب سے دوچار کیا، جس کے نتیجہ میں سب کے سب بجھی ہوئی آگ کی مانند ہو گئے، کسی کا نام ونشان تک باقی نہ رہا؟ (۱)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذکورہ تمام قوموں اور بستیوں کو جن چیزوں سے دوچار ہونا پڑا اور جس چیز نے انہیں ہلاک و برباد کیا وہ ان کے گناہوں کا خمیازہ ہی تھا۔

(۲/۵۱) نعمتوں کا زوال، چنانچہ گناہ تمام قسم کی نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں، کیونکہ اللہ کی نعمتوں پر شکریہ سے ان میں بڑھوتری اور اضافہ ہوتا ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۸۴ تا ۸۶۔

﴿وإذ تأذن ربكم لئن شكرتم لأزيدنكم ولئن كفرتم إن عذابي لشديد﴾ (۱)۔

اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں مزید عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اور بندوں پر اللہ کی لاتعداد و بے شمار نعمتیں ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها إن الله لغفور رحيم﴾ (۲)۔

اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

﴿ وإن تعدوا نعمت الله لا تحصوها إن الإنسان لظلوم كفار﴾ (۳)۔

---

(۱) سورۃ ابراہیم: ۷۔

(۲) سورۃ النحل: ۱۸۔

(۳) سورۃ ابراہیم: ۳۴۔

اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے' بیشک انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

ان نعمتوں میں سے بطور شمار نہیں بلکہ بطور مثال چند نعمتیں درج ذیل ہیں:

(الف) ایمان کی نعمت، جو کہ مطلق طور پر سب سے عظیم نعمت ہے۔

(ب) مال اور رزق حلال کی نعمت۔

(ج) اولاد کی نعمت۔

(د) وطن میں امن وسکون کی نعمت۔

(ھ) جسمانی صحت وعافیت کی نعمت (۱)۔

شکر گزاری کے سبب ان میں اور ان کے علاوہ دیگر نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے' اور گناہ و نافرمانی اور اللہ عزوجل سے اعراض کے سبب یہ نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں، یا ان میں کمی واقع ہوتی ہے' یا اللہ تعالیٰ بندہ کو ان میں

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۴۲، والمعاصی وآثارھا علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص۱۴۱ تا ۱۵۰۔

برکت سے نہیں نوازتا، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفو عن كثير﴾ (۱)۔

تمہیں جو کچھ مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کا بدلہ ہے' اور وہ تو بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔

(۳/۵۲) عام ہلاکت انگیز عذاب کا نزول، ان میں کچھ عذاب درج ذیل ہیں:

(الف) طاعون کا ظہور۔

(ب) ایسی بیماریوں کا نزول جن کا وجود گذشتہ قوموں میں نہ تھا۔

(ج) قحط سالی' اخراجات کی دشواری اور حاکم وقت کا ظلم وتشدد۔

(د) آسمان سے بارش کا روک دیا جانا، اور اگر مویشی نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی۔

---

(۱) سورۃ الشوریٰ: ۳۰۔

(ھ) دشمنوں کا غلبہ وتسلط۔

(و) اللہ تعالیٰ ان میں خانہ جنگی کی وبا ڈال دے گا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

”يا معشر المهاجرين خمس إذا ابتليتم بهن وأعوذ بالله أن تدركوهن: لم تظهر الفاحشة في قوم حتي يعلنوا بها إلا فشا فيهم الطاعون والأوجاع التي لم تكن مضت في أسلافهم الذين مضوا، ولم ينقصوا المكيال والميزان إلا أخذوا بالسنين وشدة المؤونة وجور السلطان عليهم، ولم يمنعوا زكاة أموالهم إلا منعوا القطر من السماء ولولا البهائم لم يمطروا، ولم ينقضوا عهد الله وعهد رسوله إلا سلط الله عليهم عدواً من غيرهم فأخذوا بعض ما في أيديهم، وما لم تحكم أئمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما أنزل الله إلا جعل الله

بأسهم بينهم“(۱)۔

اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو، اور میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان سے دوچار ہو، جس کسی قوم میں فحاشی ظاہر ہوتی ہے اور وہ اسے علانیہ کرنے لگتے ہیں ان میں طاعون اور ایسے امراض پھیل جاتے ہیں جن کا وجود ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں میں نہ تھا، اور جو لوگ بھی ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہ خشک سالی اخراجات کی دشواری اور حاکم وقت کے ظلم وستم سے دوچار ہوتے ہیں اور جو لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ نہیں ادا کرتے ہیں ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو بارش ہی نہ ہوتی، اور جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا عہد و پیمان توڑ

(۱) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، ۱۳۳۲/۲، حدیث نمبر: (۴۰۱۹)، نیز امام حاکم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت فرمائی ہے، ۵۴۰/۴، علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح سنن ابن ماجہ (۳۷۰/۲) اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۱/۷ حدیث نمبر: ۱۰۶) میں صحیح قرار دیا ہے۔

دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علاوہ سے ایک دشمن ان پر مسلط کر دیتا ہے جوان کی بعض ملکیت پر قابض ہو جاتا ہے، اور جن کے بھی ائمہ وحکام اللہ کی کتاب سے فیصلہ نہیں کرتے ہیں اور اللہ کی نازل کردہ شریعت سے اختیار نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان میں خانہ جنگی پیدا کر دیتا ہے۔

یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے کہ جو لوگ بھی ان گناہوں کے مرتکب ہوئے' ان ساری چیزوں سے بھی لامحالہ دوچار ہوئے، اوراس کی واضح اور ظاہر باہر دلیل ایڈز (AIDS) کی بیماری ہے' جس میں علانیہ فحش کار لوگ ملوث ہیں، ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں(۱)۔

(۴/۵۳) ہزیمت وپسپائی کا نزول، کیونکہ جس طرح اطاعت اور اللہ کی طرف توجہ اوراس سے لولگانا نصرت وتائید اور فتح وغلبہ کا سبب ہے اسی طرح گناہ ومعاصی اور اللہ عزوجل کے دین سے اعراض شکست وریخت اور پسپائی کا سبب ہیں، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

(۱) دیکھئے: الحکمۃ فی الدعوۃ الی اللہ، از مصنف کتاب، ص ۵۰۶۔

﴿يا أيها الذين آمنوا إذا لقيتم فئةً فاثبتوا واذكروا الله كثيراً لعلكم تفلحون، وأطيعوا الله ورسوله ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا إن الله مع الصابرين، ولا تكونوا كالذين خرجوا من ديارهم بطراً ورئاء الناس ويصدون عن سبيل الله والله بما يعملون محيط﴾(۱)۔

اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہواور بکثرت اللہ کو یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اور اللہ کی اوراس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبرو سہار رکھو' یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ان لوگوں جیسے نہ بنو جو اتراتے ہوئے اور لوگوں میں خودنمائی کرتے ہوئے اپنے گھروں سے چلے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے' جو کچھ وہ

(۱) سورۃ الانفال: ۴۵ تا ۴۷۔

کررہے ہیں اللہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿إنا لننصر رسلنا والذين آمنوا في الحياة الدنيا ويوم يقوم الأشهاد﴾ (۱)۔

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وكان حقاً علينا نصر المؤمنين﴾ (۲)۔

ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔

نیز ارشاد ہے:

﴿ولينصرن الله من ينصره إن الله لقوي عزيز﴾ (۳)۔

---

(۱) سورۃ غافر (المومن): ۵۱۔

(۱) سورۃ الروم: ۴۷۔

(۲) سورۃ الحج: ۴۰۔

جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبہ والا ہے۔

مزید ارشاد ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا إن تنصروا الله ينصركم ويثبت أقدامكم، والذين كفروا فتعساً لهم وأضل أعمالهم﴾ (۱)۔

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ اور جو لوگ کافر ہوئے انہیں ہلاکی ہو اللہ ان کے اعمال غارت کردے گا۔

چنانچہ ان اسباب کو اپنانا نصرت الٰہی کا سب سے عظیم سبب ہے اور انہیں ترک کردینا شکست و پسپائی اور دنیا و آخرت میں خسارے کا سب سے عظیم سبب ہے (۲)۔

---

(۱) سورۃ محمد: ۷، ۸۔

(۲) دیکھئے: المعاصی واثرھا علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص ۱۵۳، ۱۵۴۔

(۵/۵۴) گناہ اور معاصی گذشتہ قوموں کی وراثت ہیں، لہٰذا مسلمان کو ظالموں سے گناہوں کا وارث ہونے سے بچنا چاہئے، چنانچہ لواطت (اغلام بازی) قوم لوط (علیہ السلام) کی' اپنا حق بڑھا کر لینا اور کم کر کے لوٹانا قوم شعیب (علیہ السلام) کی، زمین میں فتنہ وفساد کے ذریعہ تکبر و سرکشی قوم فرعون کی اور تکبر اور جبر وتشدد قوم ہود (علیہ السلام) کی وراثت ہیں، چنانچہ گناہ گار (جو ان گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے) انہیں اللہ کی دشمن قوموں کا لباس زیب تن کرتا ہے(۱)۔

(۶/۵۵) گناہوں کے اثرات حیوانات' درختوں' زمین اور تمام مخلوقات پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

(۷/۵۶) گناہ ومعاصی قبر' روز قیامت اور جہنم کے عذاب کا سبب ہیں' ہم ان چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں(۲)۔

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۱۱۱۔

(۲) دیکھئے: مصدر سابق، ص۱۲۰ تا ۱۲۴، والمعاصی واثرھا علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص۱۶۴ تا ۲۲۲۔

آٹھواں مطلب: علاج

بلا شبہ بندوں کو نجات دینے والی کچھ چیزیں ہیں جو انہیں ہلاکتوں' جرائم اور مصیبتوں کے نازل ہونے کے بعد ان سے نجات دیتی ہیں' اور مصیبتوں کے نزول سے قبل بھی نجات دلاتی ہیں' اور دنیا وآخرت میں ان کے لئے سعادت و نیک بختی کا سبب ہیں، ان میں چند نجات دہندہ امور حسب ذیل ہیں:

اول: سچی خالص توبہ' اور تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے استغفار، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وتوبوا إلى الله جميعاً أيها المؤمنون لعلكم تفلحون﴾(۱)۔

اے مومنو! سب کے سب اللہ کی جانب توبہ کرو تاکہ فلاح وکامرانی سے ہمکنار رہو۔

نیز ارشاد ہے:

---

(۱) سورۃ النور:۳۱۔

﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً﴾(۱)۔

اے مومنو! اللہ کی جانب سچی خالص توبہ کرو۔

نیز ارشاد ہے:

﴿قل يا عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله إن الله يغفر الذنوب جميعاً إنه هو الغفور الرحيم﴾(۲)۔

آپ کہہ دیجئے! اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو' بیشک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے توبہ کی طرف سبقت کرنے والوں کی مدح وستائش فرمائی ہے، ارشاد باری ہے:

﴿ والذين إذا فعلوا فاحشةً أوظلموا أنفسهم ذكروا

(۱) سورۃ التحریم: ۸۔

(۲) سورۃ الزمر: ۵۳۔

الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب إلا الله ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون﴾(۱)۔

جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کائی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں' فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى﴾(۲)۔

اور بیشک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں' ایمان لائیں' نیک عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔

توبہ کی بڑی عظیم الشان فضیلتیں ہیں جو توبہ کرنے والے کو حاصل ہوتی

(۱) سورۃ آل عمران: ۱۳۵۔

(۲) سورۃ طٰہ: ۸۲۔

ہیں، بطور مثال چند فضائل حسب ذیل ہیں:

۱- توبہ کرنے والوں سے اللہ کی محبت، ارشاد باری ہے:

﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾(۱)۔

بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاکی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۲- بندہ کی توبہ سے اللہ عزوجل کی فرحت ومسرت، چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لله أشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحلته بأرضٍ فلاةٍ فانفلتت منه وعليها طعامه و شرابه، فأيس منها فأتى شجرةً فاضطجع في ظلها قد أيس من راحلته فبينما هو كذلک إذ هو بها قائمة عنده، فأخذ بخطامها ثم قال من شدة الفرح: اللهم

(۱) سورۃ البقرۃ:۲۲۲۔

أنت عبدي و أنا ربک، أخطأ من شدة الفرح"(۱)۔

جب بندہ اللہ کی جانب توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے بندے کی توبہ سے تم میں اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی چٹیل میدان میں اپنی سواری پر ہو اور یکایک وہ سواری اپنے کھانے پانی سمیت اس سے کھو جائے، اور وہ اس سواری سے مایوس ہوکر ایک درخت کے سائے میں آکر لیٹ جائے، اور ابھی وہ اسی حالت میں ہو کہ اچانک کیا دیکھے کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے، چنانچہ وہ اس کی نکیل پکڑ کر بول پڑے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، مارے خوشی کے غلطی کر جائے۔

۳- اللہ عزوجل کا گناہوں کو نیکیوں میں بدل دینا، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿والذين لا يدعون مع الله إلٰهاً آخرولايقتلون النفس التي حرم الله إلا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلک

(۱) متفق علیہ: کتاب الدعوات، باب التوبہ، ۷/ ۱۸۹، حدیث نمبر: (۶۳۰۹)، صحیح مسلم (الفاظ اسی کے ہیں)، کتاب التوبہ، باب فی الحض علی التوبہ والفرح بھا، ۴/ ۲۱۰۴، حدیث نمبر: (۲۷۴۷)۔

يلق أثاماً يضاعف له العذاب يوم القيامة ويخلد فيه مهاناً إلا من تاب وآمن وعمل صالحاً فأولئک يبدل الله سيئاتهم حسناتٍ وكان الله غفوراً رحيماً﴾(۱)۔

اور جولوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کونہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کرمرتکب ہوتے ہیں' اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیش ہمیش اسی میں رہے گا، سوائے ان کے جوتوبہ کریں' ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تو یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا' اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۴- تمام گناہوں سے سچی خالص توبہ کرنے والا دخول جنت سے سرفراز ہوتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) سورۃ الفرقان: ۶۸ تا ۷۰۔

﴿يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً عسى ربكم أن يكفر عنكم سيئاتكم ويدخلكم جناتٍ تجري من تحتها الأنهار يوم لا يخزي الله النبي والذين آمنوا معه نورهم يسعى بين أيديهم وبأيمانهم يقولون ربنا أتمم لنا نورنا واغفرلنا إنک على كل شيء قدير﴾(۱)۔

اے مومنو! اللہ کی جانب سچی خالص توبہ کرو' قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا' ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا' یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب! ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔

توبہ کی قبولیت کے لئے درج ذیل چند شروط اور ارکان کا پایا جانا

(۱) سورۃ التحریم: ۸۔

ضروری ہے:

(الف) گناہ سے کلی طور پر باز آنا اور اسے ترک کر دینا۔

(ب) ہمیشہ ہمیش کے لئے اس (گناہ) کی طرف نہ پلٹنے کا پختہ عزم و ارادہ کرنا۔

(ج) (سابقہ) گناہ کے ارتکاب پر ندامت وشرمساری۔

(د) اگر گناہ کسی آدمی کے حق میں ہو تو اس کے لئے ایک چوتھی شرط یا چوتھا رکن بھی ہے، وہ یہ ہے کہ حقدار سے اس حق کو حلال کروالے اور حقوق لوٹا دے۔

غرغرہ کے وقت یا آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد توبہ نفع بخش نہیں ہوتا (۱)۔

دوم: خلوت وجلوت میں اللہ عزوجل کا تقویٰ اختیار کرنا، اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ کی روشنی میں، اس کے ثواب کی امید کرتے ہوئے اس کی اطاعت کا

(۱) دیکھئے: مدارج السالکین، لابن القیم، ۱/ ۲۰۱ تا ۴۴۰، وشرح النووی علی صحیح مسلم، ۱۷/ ۵۹، الآداب الشرعیۃ لابن مفلح، ۱/ ۸۵تا۱۵۶، غذاء الالباب للسفارینی، ۲/ ۵۶۸تا۵۶۹۔

عمل انجام دے، اور اللہ کی روشنی میں اللہ کے عذاب کا خوف کرتے ہوئے اس کی معصیت ونافرمانی ترک کردے اور اپنے رب کے غضب و ناراضگی اور عذاب کے خوف کے درمیان بچاؤ کا ایک ایسا ذریعہ بنالے جو اسے اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھے (۱)۔

سوم: معروف (بھلائی) کا حکم دینا اور منکر (برائی) سے روکنا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ولتكن منكم أمـــة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعـــروف وينهـــون عن المنكر وأولئک هم المفلحون﴾ (۲)۔

تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

(۱) زیر نظر کتاب کا ص: (۱۵) ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) سورۃ آل عمران: ۱۰۴۔

نیز آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر، أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقاباً من عنده ثم تدعُنَّه فلا يستجيب لكم" (۱)۔

اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور بھلائی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کروگے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے عذاب بھیج دے پھر تم دعا کروگے تو تمہاری دعا بھی قبول نہ ہوگی۔

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿فلما نسوا ما ذكروا به أنجينا الذين ينهون عن السوء وأخذنا الذين ظلموا بعذاب بئيس بما كانوا

(۱) سنن ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، ۴/ ۴۶۸ حدیث نمبر: (۲۱۶۹)، مسند احمد (الفاظ مسند احمد ہی کے ہیں)، ۵/ ۳۸۸، علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح سنن ترمذی (۲/۲۳۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔

يفسقون﴾ (۱)۔

تو جب وہ اس چیز کو بھول گئے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری عادت سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو کہ زیادتی کرتے تھے ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔

چہارم: تمام اعتقادات اور اقوال وافعال میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء و پیروی کرنا (۲)۔

پنجم: اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کی پناہ لینا:

۱- دعا پریشانی کے دور کرنے اور مطلوب کے حاصل کرنے کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، لیکن کبھی کبھار یا فی نفسہ دعا کی کمزوری کے سبب اس کا اثر نہیں ہو پاتا ہے، وہ اس طور پر کہ وہ ظلم وسرکشی کی دعا ہو جسے اللہ تعالیٰ پسند نہ فرمائے، یا دل کی کمزوری اور اس کے اللہ کی جانب متوجہ نہ ہونے کے سبب، یا

(۱) سورۃ الاعراف: ۱۶۵۔
(۲) دیکھئے: المعاصی واثرھا علی الفرد والمجتمع، لحامد بن محمد المصلح، ص ۳۰۳ تا ۳۲۲۔

دعا کی قبولیت سے کسی مانع کے سبب، جیسے حرام خوری، ظلم اور دلوں پر گناہوں کے زنگ لگ جانے نیز غفلت، چوک اور بے توجہی کا غلبہ و تسلط وغیرہ، اور یا تو مقبول دعا کے شرائط نہ پائے جانے کے سبب (۱)۔

۲- دعاء نفع بخش دواؤں میں سے ہے، وہ مصیبت کی دشمن ہے، مصیبت کو نزول سے پہلے ہٹاتی ہے اور اس کا علاج کرتی ہے، اور اس کے نزول کو روکتی ہے یا نزول کے بعد اس میں تخفیف کرتی ہے، دعاء مومن کا ہتھیار ہے (۲)۔

۳- مصیبت کے ساتھ دعاء کے تین مراتب ہیں:

(۱) یہ کہ دعا مصیبت سے زیادہ طاقتور ہو تو اسے دور ہٹا دے۔

(۲) یہ کہ دعاء مصیبت سے کمزور تر ہو تو مصیبت دعاء پر غالب آجائے اور بندہ اس مصیبت سے دوچار ہو جائے، لیکن کبھی کمزور ہونے کے باوجود بھی دعاء اس مصیبت کو ہلکا کر دیتی ہے۔

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۲۲، ۳۵۔

(۲) دیکھئے: مصدر سابق، ص۲۳، ۲۴۔

(۳) یہ کہ دونوں میں پنجہ آزمائی ہو، اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو روکنے کی کوشش کرے (۱)۔

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل، فعليكم عباد الله بالدعاء" (۲)۔

دعاء نازل شدہ اور متوقع النزول ہر دو مصیبتوں میں مفید ہے، لہٰذا اے اللہ کے بندو اللہ سے دعاء کیا کرو۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لا يرد القـــضاء إلا الدعـــاء، ولا يزيد في

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص۲۴، ۳۵ تا ۳۷۔

(۲) مستدرک حاکم، ۱/۴۹۳، مسند احمد، علامہ شیخ البانی نے اسے صحیح الجامع (۳/۱۵۱، حدیث نمبر: ۳۴۰۲) میں صحیح قرار دیا ہے۔

العمر إلا البــــر"(۱)۔

قضا و قدر کو دعاء ہی ٹال سکتی ہے، اور عمر میں نیکی سے ہی اضافہ ہوسکتا ہے۔

۴- دعاء میں الحاح و زاری سب سے نفع بخش علاج ہے، چنانچہ سچا مسلمان دعا پر پل پڑتا ہے' اس کا التزام اور اس کی پابندی کرتا ہے، اور قبولیت کے اوقات میں اسے دوہراتا ہے' یہ دعا کی قبولیت سے سرفرازی کا سب سے عظیم سبب ہے(۲)۔

---

(۱) سنن ترمذی (مذکورہ الفاظ کے ساتھ)، کتاب القدر، باب ما جاء لا یرد القدر الا بالدعاء، ۴/۴۸۴، حدیث نمبر: (۲۱۳۹)، اور فرمایا ہے کہ: "یہ حدیث حسن غریب ہے"، نیز اسے امام حاکم نے بھی اسی سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ (حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے) روایت کیا ہے، ۱/۴۹۳، اور صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، اور علامہ شیخ البانی نے اس حدیث کو مستدرک حاکم (بروایت ثوبان رضی اللہ عنہ)، سنن ابن ماجہ (حدیث نمبر: ۴۰۲۲) اور مسند احمد (۵/۲۷۷) میں موجود اس حدیث کے شاہد ہونے کے سبب سلسلة الاحادیث الصحیحہ (۱/۷۶، حدیث نمبر: ۱۵۴) اور صحیح سنن ترمذی میں حسن قرار دیا ہے۔

(۲) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۵، وشروط الدعاء وموانع الاجابہ، از مصنف کتاب، ص ۵۱، ۵۲۔

۵- دعا کی آفتیں: دعا کی ان آفتوں میں سے جو دعاؤں کے اثرات مرتب ہونے سے مانع ہوتی ہیں یہ (بھی) ہے کہ بندہ جلدی مچائے اور قبولیت میں تاخیر محسوس کرنے لگے اور ناامید ہوکر (حسرت کرتے ہوئے) دعا کرنا ترک کردے' ایسے شخص کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو کوئی بیج بوئے یا پودا لگائے اور اس کی خوب دیکھ ریکھ اور اس کی آبیاری کرے، اور پھر اس کے پختہ ہونے اور درجۂ کمال تک پہنچنے میں تاخیر محسوس کرکے اسے ترک کردے اور اسے یونہی ضائع و برباد کردے(۱)۔

۶- دعاء کی قبولیت کے اوقات بہت ہی اہم ہیں' دعا کرنے والے کو چاہئے کہ اپنی دعا کے لئے ان اوقات کا اہتمام کرے' دعا کی قبولیت کے کچھ اہم اوقات یہ ہیں:

رات کا آخری تہائی حصہ' اذان کے وقت' اذان اور اقامت کے درمیان' فرض نمازوں کے بعد' جمعہ کے روز امام کے منبر پر چڑھنے سے لے کر نماز

---

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۶، وشروط الدعاء وموانع الاجابہ، از مصنف کتاب، ص ۳۹۔

جمعہ کے ختم ہونے تک اور جمعہ کے روز عصر کے بعد کی ساعت' چنانچہ اگر ان اوقات میں دل حاضر ہوگا' اور رب سبحانہ وتعالیٰ کے حضور خشوع وخضوع' تواضع وانکساری' ذلت' گریہ وزاری اور رقت قلبی پائی جائے گی' دعا کرنے والا قبلہ رو اور حالت طہارت میں ہوگا' اللہ کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے گا' پہلے اللہ کی حمد وثناء اور پھر اللہ کے بندہ ورسول محمد ﷺ پر درود و سلام پڑھے گا اور اپنی ضرورت پیش کرنے سے قبل توبہ واستغفار کرے گا' پھر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر الحاح وزاری سے سوال کرے گا' اور اللہ کے اسماء و صفات اور اس کی توحید کا وسیلہ قائم کرے گا نیز اپنی دعاء سے پہلے صدقہ کرے گا تو یہ دعاء کسی بھی صورت میں رد نہیں ہو سکتی (۱)۔

۷- وہ اہم ترین امور جن کا بندہ اپنے رب سے سوال کرتا ہے:

اس میں کوئی شک نہیں کہ بندہ کو اللہ سے اپنے دین و دنیا کے معاملات میں ہر اس امر کا سوال کرنا چاہئے جس کی اسے ضرورت ہو' کیونکہ تمام

(۱) دیکھئے: الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، لابن القیم، ص ۲۷، ۲۸، وشروط الدعاء و موانع الاجابہ، از مصنف کتاب، ص ۴۵ تا ۹۱۔

خزانے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں، اللہ عزوجل جسے عطا کرنا چاہے اسے کوئی روکنے والا نہیں' اور جسے نہ دینا چاہے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں' نیز اللہ کو یہ چیز بہت محبوب ہے کہ اس سے سوال کیا جائے' لہٰذا بندہ کو چاہئے کہ اپنی ضرورت کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی اللہ ہی سے مانگے' (البتہ) بندہ کو ان اہم اور عظیم ترین امور کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے جس میں اس کی حقیقی سعادت کا راز پنہاں ہے، ان میں سے نو اہم ترین امور حسب ذیل ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور اصلاح کا سوال کرنا۔

۲- اللہ تعالیٰ سے تمام گناہوں کی بخشش ومغفرت کا سوال کرنا۔

۳- اللہ عزجل سے جنت کا سوال کرنا اور اس سے جہنم سے پناہ مانگنا۔

۴- اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں عفو وعافیت کا سوال کرنا۔

۵- اللہ عزوجل سے دین پر استقامت اور ثابت قدمی کا سوال کرنا۔

۶- اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دنیا وآخرت میں حسن انجام کا سوال کرنا۔

۷- اللہ تعالیٰ سے نعمت کی ہمیشگی کا سوال کرنا اور اس سے نعمت کے زوال

سے پناہ مانگنا۔

۸- اللہ تعالیٰ سے مصیبت کی سختی سے، بدبختی کے ملنے سے، برے فیصلہ سے، اور دشمنوں کی شماتت سے پناہ مانگنا۔

۹- اللہ تعالیٰ سے دین و دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرنا (۱)۔

میں اللہ عز وجل سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس عمل کو خالص اپنے رخ کریم کے لئے بنائے اور اسے میرے لئے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد نفع بخش بنائے، اور جس تک بھی یہ کتاب پہنچے اسے اس کے ذریعہ فائدہ پہنچائے، کیونکہ وہ سب سے بہتر ہے جس سے سوال کیا جاتا ہے اور انتہائی کریم ہے جس سے امید وابستہ کی جاتی ہے، وہی میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے۔

اللہ کی رحمت وسلامتی اور برکت نازل ہو اس کے بندہ ورسول، اور اس کی مخلوق میں سب سے پسندیدہ ذات، ہمارے نبی، ہمارے امام، اور

(۱) دیکھئے: جامع العلوم والحکم، لابن رجب، ۲/ ۳۸ تا ۴۰ وشروط الدعاء وموانع الاجابہ، از مصنف کتاب، ص ۱۳۶ تا ۱۴۹۔

ہمارے اسوہ محمد بن عبد اللہ ﷺ پر، آپ کے آل واصحاب پر اور قیامت تک آنے والے ان کے سچے متبعین پر۔

ابو عبد اللہ عنایت اللہ بن حفیظ اللہ سنابلی
۱۲/ محرم ۱۴۲۵ھ۔
اسلامک یونیورسٹی، مدینہ منورہ، مملکت سعودی عرب۔
موبائل: +91-9773026335۔

فہرست مضامین